لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

ماھنامہ

ریویو آف ریلیجنز

اُردو

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۶ | ماہِ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق ماہ اپریل سنہ ۱۹۴۷ء | عدد ۴

فہرستِ مضامین

مضمون	صفحہ	مصنف
جزیرہ سسلی میں اسلام کا دوبارہ داخلہ	ص۲	ایڈیٹر
ختم نبوت کے متعلق جماعت احمدیہ کا نقطۂ نگاہ	ص۵	ایڈیٹر
اصحاب مسیح موعود علیہ السلام	ص۱۷	جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے قادیان
ہندوستان میں تاریخ تبلیغِ اسلام	ص۲۵	جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی
مصلح موعود کی پیشگوئی ایک اعتراض کا جواب	ص۴۱	از مولٰنا محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری لیکچرار جامعہ احمدیہ قادیان۔

جزیرہ سسلی میں اسلام کا دوبارہ داخلہ

اندلس اور صقلیہ دو ایسے ملک ہیں، جنہیں اسلامی تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اندلس وہ ملک ہے، جہاں مغرب میں فتوحات حاصل کرتے کرتے بالآخر اسلامی عساکر نے جا کر دم لیا تھا، اور جہاں سات آٹھ سو سال تک مسلمان بڑی شان سے حکومت کرتے رہے۔ اور صقلیہ وہ ملک ہے، جسے کسی وقت مسلمانوں کی بڑی زبردست بحری طاقت کا درجہ حاصل تھا، اور جس پر قریباً اڑھائی سو سال تک باقاعدہ اسلامی حکومت قائم رہی۔

اندلس کو اب سپین، اور صقلیہ کو سسلی کہتے ہیں۔ اور یہ دونوں ملک جن میں مسلمانوں کی گذشتہ عظمت کے بڑے بڑے آثار پائے جاتے ہیں، اب مسلمانوں کے وجود سے یکسر خالی ہیں۔ یہ کس قدر حسرت ناک امر ہے کہ جو ممالک اسلامی علوم اور تمدن و تہذیب کا گہوارہ تھے، اور جہاں ان کی بڑی بڑی یونیورسٹیاں قائم تھیں، جن سے سارے یورپ میں علم کی روشنی پھیلی، ان میں آج اسلام محض گذشتہ زمانہ کا قصہ اور افسانہ بن کر رہ گیا ہے۔

اپنے پہلو میں ایک زندہ اور درد مند دل رکھنے والا مسلمان ان حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، اور ان ممالک سے اسلامی تعلق کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا، بلکہ ان کا ذکر آنے پر وہ فوراً چونک پڑتا اور اپنے دل میں جذبات کے تلاطم کا بے پناہ

سمندر موجزن پاتا ہے۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے زمانہ میں جو مسیح موعود کے ذریعہ مقدر تھی، یہ ضروری تھا، کہ ان تمام ممالک سے جہاں کسی وقت اسلام پہنچا تھا، لیکن پھر مسلمانوں کی بدقسمتی سے وہ اسلام سے بے تعلق ہو چکے تھے، دوبارہ تعلقات قائم کئے جاتے، اور وہاں پھر سے اسلامی جھنڈا گاڑا جاتا۔ سو خدا تعالیٰ نے سیّدنا حضرت المصلح الموعود امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ آپ نے جہاں اور بہت سے مشرقی اور مغربی ممالک میں مبلغین اسلام روانہ فرمائے، وہاں سپین اور سسلی کے لئے بھی مجاہدین کے دو گروپ متعین فرمائے۔ سپین کا گروپ چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر اور مولوی محمد اسحٰق صاحب فاضل ساقی پر مشتمل ہے، اور سسلی کے گروپ میں مولوی محمد عثمان صاحب فاضل اور مولوی محمد ابراہیم صاحب خلیل ہیں۔ ان مبلغین کو بھیجنے میں کیا جذبہ کارفرما تھا، اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے ایک مجلس میں فرمایا:۔

"اندلس میں مسلمانوں کو جو شان و شوکت حاصل تھی، اور پھر اس کے بعد جو سلوک وہاں کے مسلمانوں سے کیا گیا۔ اسی طرح صقلیہ میں مسلمانوں کا جو رعب و دبدبہ تھا، اور اس کے بعد جس طرح انہیں وہاں سے نکالا گیا، جب میں نے یہ حالات تاریخوں میں پڑھے، تو میں نے عزم کیا تھا، کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی، تو میں ان علاقوں میں اسلام و احمدیت کی اشاعت کے لئے مبلغین بھجواؤں گا، جو اسلام کو دوبارہ ان علاقوں میں غالب کریں، اور اسلام کا جھنڈا دوبارہ ان ملکوں میں گاڑ دیں۔"

(الفضل ۱۷ جولائی ۱۹۴۶ء)

یہ وہ پاکیزہ عزم اور ارادہ ہے، جس کی تکمیل کے لئے اِن دونوں ممالک میں کام شروع کیا گیا تھا۔ ہمارے مبلغین کو اِن ممالک میں پہنچے ابھی پورا ایک سال بھی نہیں ہُوا، مگر اللہ تعالےٰ نے اِن کی مخلصانہ کوششوں کو نوازنا شروع کر دیا ہے چنانچہ اِس وقت تک جو رپورٹیں آئی ہیں، وہ بڑی حوصلہ افزا ہیں۔ اس سالہ کے شروع میں جو فوٹو درج ہے، اس میں ہمارے مبلغین سسلی وہاں کے نَو مسلموں کے ایک گروہ کے درمیان کھڑے ہیں۔ یہ پہلی ماہ میشیر کا فوٹو ہے۔ اس کے بعد وہاں کی جماعت میں مزید ترقی کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمارے مجاہد بھائیوں کا حافظ و ناصر ہو، اور ان کی مساعی میں برکت ڈالے، تا وہ دن جلد آئے جب اسلام کی عظمتِ رفتہ دوبارہ اِن ممالک میں قائم ہو۔

ہماری کوششیں نہایت حقیر ہیں۔ مگر ہمارا خدا بڑا قادر ہے۔ اِن حقیر کوششوں کے وہ شاندار نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ مادی سامانوں پر نگاہ رکھنے والوں کو تو شاید ہمارے اسلام کو دوبارہ غالب کرنے کے یہ ارادے مضحکہ خیز دکھائی دیں، مگر ہمیں خدا تعالیٰ کی قدرتوں پر پورا ایمان ہے، اور ہمیں یہ یقین ہے کہ جس طرح اُس نے ابتداء اسلام میں مسلمانوں کو بے سرو سامانی کے باوجود عظیم الشان کامیابیاں عطا فرمائی تھیں، اور زمین و آسمان کو ان کی حمایت میں کھڑا کر دیا تھا، اسی طرح اب بھی وہ معجزانہ رنگ میں ہمارے لئے آسانیاں پیدا کر دے گا اور ہمارے یہ عزائم انشاء اللہ پورے ہو کر رہیں گے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

ایک مدت سے تھا کفر اسلام کو کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

ختم نبوت کے متعلق جماعت احمدیہ کا نقطۂ نگاہ

بزرگانِ اُمت کے ارشادات

ایک زمانہ وہ تھا جب غیر احمدی علماء جماعت احمدیہ سے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات کے موضوع پر مباحثات و مناظرات کرتے تھے، اور اسی پر احمدیت کی صداقت و عدم صداقت کا انحصار سمجھا جاتا تھا کہ قرآن مجید و احادیث سے وفات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ مگر اب یہ مسئلہ اتنا صاف ہو چکا ہے کہ بڑے بڑے علماء نے بھی جماعت احمدیہ کے مسلک کی صحت کو تسلیم کر لیا ہے، اور وہ قرآن مجید کی روشنی میں وفاتِ مسیح کے قائل ہو گئے ہیں۔ مثال کے طور پر علماءِ ازہر کی مجلسِ افتاء کے بہت بڑے رکن علامہ محمود شلتوت کے فتویٰ[1] کا ذکر کافی ہے۔ جس میں انہوں نے صاف اور واضح الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ دلائلِ وفاتِ مسیح علیہ السلام کی حرف بحرف تائید کی ہے۔

ہندوستان کے علماء کا عام رویہ بھی اب یہی ہے کہ وہ اِس موضوع پر

---

[1] یہ فتویٰ مع اردو ترجمہ کے دفتر "ریویو" اردو سے بحساب ۳ رقی رسالہ مل سکتا ہے۔

آیت سے ظاہر ہے کہ کئی نبی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوئے کوئی نئی شریعت نہیں لائے تھے۔ بلکہ موسوی شریعت یعنی توریت کے مطابق فیصلہ کرتے تھے۔

یہ دونوں قسم کی نبوتیں (یعنی خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے خدا تعالیٰ کی طرف سے براہ راست بغیر کسی گذشتہ نبی کے واسطہ اور طفیل کی شرط کے ملا کرتی تھیں لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے ان دونوں قسموں کی نبوت کا دروازہ بند ہوگیا۔ اور ایک تیسری قسم کی نبوت کا دروازہ کھولا گیا جو غیر تشریعی ظلی نبوت ہے۔ یعنی ایسی نبوت جو نہ تو شریعت والی ہے اور نہ براہ راست ملنے والی۔ بلکہ غیر تشریعی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ وطفیل اور فیضان سے ملنے والی نبوت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (سورۃ نساء ع) یعنی جو اطاعت کریگے اللہ اور اس رسول (یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کی تو یہ لوگ ان میں سے ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین میں سے اور اچھے ہیں یہ لوگ رفیق۔

اس آیت شریفہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف ایسی نبوت کے جاری ہونے کا ذکر ہے جو حضور کی پیروی واطاعت میں حضور کے وسیلہ وطفیل سے ملنے والی ہے۔ نئی شریعت والی نبوت تو اس لئے بند ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے قرآن مجید کے ذریعہ شریعت مکمل فرمادی ہے۔ اور غیر تشریعی نبوت جو براہ راست ملتی تھی اس لئے بند ہے کہ خاتم النبیین کے بعد ایسا نبی کوئی نہیں آسکتا جو بغیر آپؐ کے وسیلہ وطفیل کے نبوت پانے والا ہو۔ اور یہی ختم نبوت کا حقیقی مفہوم ہے جس سے تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبۂ عالی کی برتری وفضیلت کا اظہار ہوتا ہے۔

پہلی قسم کی نبوت یعنی نبوتِ تشریعی کے متعلق تو ہمارا اور ہمارے غیر احمدی بھائیوں کا اتفاق ہے کہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قطعی طور پر بند ہے لیکن دوسری اور تیسری قسم کی نبوت کے متعلق اختلاف ہے۔ اُن کے نزدیک دوسری قسم کی نبوت جاری ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ آیندہ کسی وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے والے ہیں جو غیر تشریعی نبی ہونگے۔ لیکن ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ایسی غیر تشریعی نبوت بھی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ وطفیل سے نہ ملی ہو اُسی طرح بند ہے جیسی کہ تشریعی نبوت۔ اور جیسا کہ حضورؐ کے بعد کوئی تشریعی نبی نہیں آسکتا اسی طرح ایسا غیر تشریعی نبی بھی نہیں آسکتا جس نے نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ وطفیل سے نہیں بلکہ براہِ راست پائی ہو۔ ہاں تیسری قسم کی نبوت جس میں یہ دو شرطیں ہیں کہ (۱) وہ بغیر شریعت کے ہو۔ اور (۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی واطاعت میں آپؐ کے وسیلہ وطفیل سے ملے، جاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے قائل نہیں۔ کیونکہ اُن کو نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے بعد آپؐ کے وسیلہ وطفیل سے نہیں ملی، بلکہ آپؐ سے چھ سو برس پہلے براہِ راست مل چکی تھی۔ اور حدیثوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے لئے جو ایک مسیح کے آنے کی خبر دی ہے اور جسے حضورؐ نے مسلم شریف

کی روایت کے مطابق نبی اللہ قرار دیا ہے، اس سے حضرت مسیح موسوی مراد نہیں بلکہ اسی اُمت کا ایک فردِ کامل مراد ہے۔ اور اس کی نبوت یہی تیسری قسم کی نبوت ہے۔

کیا یہ تعجب کا مقام نہیں کہ ایک طرف تو ہمارے غیر احمدی بھائی یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، اور دوسری طرف ایک مستقل نبی (حضرت عیسٰی علیہ السلام) کی آمد کے قائل ہیں جن کی نبوت حضور کے وسیلہ سے نہیں بلکہ براہِ راست تھی۔ اور باوجود اس کے یہ خیال کرتے ہیں کہ اس عقیدہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ لیکن اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت بند ہے سوائے اس کے جو حضور کی کامل متابعت و اطاعت میں حضور کے وسیلہ و طفیل سے ملے تو ہمارے متعلق یہ فتویٰ صادر کر دیتے ہیں کہ یہ لوگ نعوذ باللہ حضور علیہ السلام کی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ کاش وہ خدا ترسی کے ساتھ غور کریں کہ فی الحقیقت ختم نبوت کا انکار کس کے عقیدے سے لازم آتا ہے؟

افسوس ہے کہ مخالف حضرات کبھی تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی طرف نبوتِ غیر تشریعیہ مستقلہ کا دعویٰ منسوب کرتے ہیں اور کبھی نبوتِ تشریعیہ حقیقیہ کا۔ بحالیکہ اِن دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی نبوت کا بھی آپ نے کبھی دعویٰ نہیں کیا، بلکہ آپ کا عقیدہ ہے کہ نبوت کی یہ دونوں قسمیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جاری تھیں حضور کی تشریف آوری سے ختم ہو گئی ہیں، اور جو اِن قسموں میں سے اب کسی قسم کی بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

(۱) "نبوت گو بغیر شریعت ہو اِس طرح پر تو منقطع ہے کہ کوئی شخص براہِ راست مقامِ نبوت حاصل کر سکے لیکن اِس طرح پر ممتنع نہیں کہ

وہ نبوت چراغِ نبوتِ محمدیہ سے مکتسب و مستفاض ہو، یعنی ایسا صاحبِ کمال ایک جہت سے تو اُمتی ہو اور دوسری جہت سے بوجہ اکتسابِ انوارِ محمدیہ نبوت کے کمالات بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔"

(۲) "آپ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) اِن معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالاتِ نبوت آپ پر ختم ہیں، اور دوسرے یہ کہ آپ کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو آپ کی اُمت سے باہر ہو۔"

(ضمیمہ چشمۂ معرفت صہ ۹)

(۳) "یہ الزام جو مجھ پر لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق نہیں رہتا اور جس کے یہ معنے ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعتِ اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت صلعم کی اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں یہ الزام صحیح نہیں ہے، بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔"

(حضرت مرزا صاحبؑ کا مکتوب آخری مندرجہ اخبارِ عام لاہور مؤرخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

(۴) "میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں، یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ میری مُراد نبوت سے صرف کثرتِ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صہ ۶۸)

حضرت اقدسؑ کے اِن ارشادات سے واضح ہے کہ (۱) آپ کا دعویٰ

جیسا کہ مخالف آپؑ کی طرف منسوب کرتے ہیں نبوتِ تشریعیہ یا نبوتِ غیر تشریعیہ مستقلہ کا نہیں، بلکہ نبوتِ غیر تشریعیہ ظلّیہ کا یا یوں کہنا چاہیئے کہ اُمتی نبی ہونے کا ہے۔ (۲) اور آپؑ کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیّین ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ایک تو تمام کمالاتِ نبوت آپؐ پر ختم ہو گئے ہیں، دوسرے آپؐ کے بعد ایسا نبی جو نئی شریعت لانے، اور نیا کلمہ اور نیا قبلہ پیش کرنے یا براہِ راست نبوت پانے کا دعویٰ کرنے والا ہو بے شک نہیں آسکتا۔ لیکن ایسا نبی جو پہلے آپؐ کا اُمتی ہو، اور جس نے نبوت آپؐ کے وسیلہ و فیضان سے پائی ہو، آسکتا ہے۔

قرآن و حدیث کے علاوہ اکابر علماءِ اُمت کے اقوال سے بھی حضرت اقدسؑ کے اِن ارشادات کی تائید و تصدیق ہوتی ہے۔ منجملہ ان کے ہم چند اقوال ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

۱۔ حضرت مولانا عبد الحی صاحبؒ فرنگی محلی لکھنوی تحریر فرماتے ہیں:۔

"علماء اہلِ سنت بھی اِس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عصر میں کوئی نبی صاحبِ شرع جدید نہیں ہو سکتا۔ اور نبوت آپؐ کی تمام مکلّفین کو شامل ہے۔ اور جو نبی آپؐ کے ہم عصر ہو گا وہ متبع شریعت محمدیہ ہو گا۔ پس بہر تقدیر بعثتِ محمدیہ عام ہے۔"

(دافع الوسواس فی عصر ابن عباس صہ۳)

اور اسی کتاب کے صہ۱۲ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"کیونکہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا زمانہ میں آنحضرت صلعم کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں، بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔"

۲:۔ حضرت مولانا محمد قاسمؒ نانوتوی بانیٔ مدرسہ دیوبند تحریر فرماتے ہیں:۔

"سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپؐ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپؐ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔" (تحذیر الناس ص۳)

اور اسی کتاب کے ص۲۸ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبویؐ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

۳۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ شہید دہلوی فرماتے ہیں:۔

"ہیچ کمال غیر از نبوتِ بالاصالت ختم نگردیدہ درمبدأ فیاض بخل و دریغ ممکن نیست۔" (مقاماتِ مظہری ص۸۵)

یعنی سوائے نبوت بالاصالت کے کوئی کمال ختم نہیں ہوا اور مبدأ فیاض میں بخل و دریغ جائز نہیں۔

۴۔ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں:۔

"وَخُتِمَ بِهِ النَّبِيُّوْنَ اَيْ لَا يُوْجَدُ مَنْ يَّاْمُرُهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ بِالتَّشْرِيْعِ عَلَى النَّاسِ۔" (تفہیماتِ الٰہیہ تفہیم ۵۳)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کے بعد ایسا شخص نہیں ہو سکتا جسے خدا تعالےٰ شریعت دے کر لوگوں کیلئے مامور فرمائے۔

۵۔ حضرت امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ الیواقیت والجواہر جلد ۲ ص۴۲ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"وَقَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلَا رَسُوْلَ اَلْمُرَادُ بِهٖ لَا مُشَرِّعَ بَعْدِيْ۔"

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں اس سے مُراد یہ ہے کہ حضورؐ کے بعد کوئی شریعت لانے والا نبی نہ ہوگا۔

۶۔ عارف ربّانی سید عبدالکریم جیلانی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:۔

"فَانْقَطَعَ حُكْمُ نُبُوَّةِ التَّشْرِيْعِ بَعْدَهٗ وَكَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ" (الانسان الکامل باب ۳۶)

یعنی نبوت تشریعی کا حکم بند ہو چکا ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔

۷۔ شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں مختلف مقامات پر اس مسئلہ کی وضاحت فرمائی ہے۔ چنانچہ جلد ۲ صفحہ ۳ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اِنَّ النُّبُوَّةَ الَّتِيْ انْقَطَعَتْ بِوُجُوْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هِيَ نُبُوَّةُ التَّشْرِيْعِ لَا مَقَامُهَا فَلَا شَرْعَ يَكُوْنُ نَاسِخًا لِشَرْعِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَزِيْدُ فِيْ شَرْعِهٖ حُكْمًا وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَّ اَيْ لَا نَبِيَّ يَكُوْنُ عَلٰى شَرْعٍ يُخَالِفُ شَرْعِيْ بَلْ اِذَا كَانَ يَكُوْنُ تَحْتَ حُكْمِ شَرِيْعَتِيْ وَلَا رَسُوْلَ اَيْ لَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ اِلٰى اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ بِشَرْعٍ يَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ فَهٰذَا هُوَ الَّذِيْ انْقَطَعَ وَسُدَّ بَابُهٗ لَا مَقَامُ النُّبُوَّةِ"

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے جو نبوت بند ہوئی ہے وہ تشریعی نبوت ہے نہ کہ مقام نبوت۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرنیوالی یا اس میں کسی قسم کی ایزادی کرنیوالی کوئی شریعت نہ ہوگی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس ارشاد کا بھی کہ میرے بعد نبوت اور رسالت بند ہوگئی اور میرے بعد اب نبی اور رسول نہ ہوگا یہی مطلب ہے یعنی کوئی ایسا نبی نہ ہوگا جو میری شریعت کے مخالف ہو۔ بلکہ جب ہوگا میری شریعت کے ماتحت ہوگا۔

اسی طرح کوئی ایسا رسول نہ ہوگا جو نئی شریعت کیطرف لوگوں کو دعوت دے پس نبوت کے منقطع ہونے اور اس کے دروازے بند ہونے کے یہ معنے ہیں نہ یہ کہ مقام نبوت اب کسی کو مل نہیں سکتا۔

۸۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:۔

"قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ"

(درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴ و تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

یعنی آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیاء تو بیشک کہو لیکن یہ نہ کہو کہ حضورؐ کے بعد نبی نہیں۔

۹۔ امام محمد طاہر سندھیؒ اپنی کتاب تکملہ مجمع البحار میں حضرت عائشہؓ کے اس قول کو درج کرکے تحریر فرماتے ہیں:۔

"هٰذَا نَاظِرٌ اِلٰی نُزُوْلِ عِیْسٰی وَهٰذَا اَیْضًا لَا یُنَافِیْ حَدِیْثَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ لِاَنَّهٗ اَرَادَ لَا نَبِیَّ یَنْسِخُ شَرْعَهٗ"

یعنی ام المومنین حضرت عائشہؓ کا یہ قول مسیح موعود نبی اللہ کی آمد کو مدنظر رکھ کر فرمایا گیا ہے۔ اور حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے مخالف نہیں۔ کیونکہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد ایسا نبی نہ ہوگا جو حضورؐ کی شریعت کو منسوخ کر دے۔

۱۰۔ ابن ماجہ کتاب الجنائز میں جو صحاح ستہ میں حدیث کی بڑی معتبر کتاب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مندرجہ ذیل روایت آئی ہے حضورؐ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر فرمایا۔ لَوْ عَاشَ (اِبْرَاهِیْمُ) لَکَانَ نَبِیًّا۔ یعنی اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔ اس حدیث کو صحیح ثابت کرنے کے بعد مشہور محدث ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب موضوعات کبیر صفحہ ۵۸ و ۵۹ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"قُلْتُ مَعَ هٰذَا لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِیْمُ وَصَارَ نَبِیًّا وَّکَذَا لَوْ صَارَ عُمَرُ نَبِیًّا لَکَانَ مِنْ اَتْبَاعِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ... فَلَا یُنَاقِضُ قَوْلَهٗ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ اِذِ الْمَعْنٰی اَنَّهٗ لَا یَاْتِیْ نَبِیٌّ یَنْسِخُ مِلَّتَهٗ وَلَمْ یَکُنْ مِنْ اُمَّتِهٖ"

یعنی میں کہتا ہوں اس کے ساتھ اگر ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے نیز اگر حضرت عمرؓ نبی

ہو جاتے تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متبعین میں سے ہوتے . . . پس یہ آیت خاتم النبیین کے مخالف نہیں کیونکہ خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپؐ کی اُمت سے نہ ہو۔

ہمارے مخالف علماء کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کے خلاف عموماً آیت خاتم النبیین اور حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ پیش کی جاتی ہے۔ مگر مذکورہ بالا حوالجات سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ ان سے مراد فقط یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریعی نبوت بند ہے اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذہب ہے۔ درحقیقت بزرگانِ سلف میں سے کسی ایک مسلّم بزرگ کا بھی کوئی ایسا قول پیش نہیں کیا جا سکتا جس میں آنحضرتؐ کے بعد نبوتِ غیر تشریعی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ملے بند قرار دی گئی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف تو یہ فرمایا ہے کہ میرے بعد نبی نہ ہوگا اور دوسری طرف مسیح موعود کی آمد کی بشارت دیتے ہوئے اُسے چار دفعہ نبی اللہ کہہ کر پکارا (دیکھو مُسلم شریف باب نزول عیسےٰ) اِن دونوں قسم کی احادیث کی تطبیق کرتے ہوئے علماءِ سلف اِسی نتیجہ پر پہنچے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے بند ہونے سے مُراد یہ ہے کہ حضورؐ کے بعد تشریعی نبوّت بند ہے۔ اور مسیح موعود چونکہ آپؐ کی شریعت کا خادم ہوگا اس لئے اس کی نبوّت نہ آیت خاتم النبیین کے منافی ہے اور نہ حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے مخالف۔ پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اِس عقیدہ کی وجہ سے کُفر کا فتویٰ لگانا درست ہے تو اس کی زد سے بزرگانِ سلف بھی بچ نہیں سکتے[۱]۔

[۱] یہ مضمون اختصار کے ساتھ ٹریکٹ کی صورت میں مکتبہ احمدیہ قادیان نے الگ شائع کیا ہے۔ چار روپے سینکڑہ کے حساب سے طلب کیا جا سکتا ہے۔

اصحاب مسیح موعود علیہ السلام

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب (سابق جگت سنگھ)

(مرتبہ جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے قادیان)

آپ سردار چندا سنگھ جٹ ڈھلوں ساکن سرسنگھ، تھانہ کھالڑہ، تحصیل قصور ضلع لاہور کے ہاں اندازاً ۱۸۷۳ء میں پیدا ہوئے۔ مقام پیدائش ٹھیک طور سے معلوم نہیں۔ موضع سرسنگھ مذکور میں یا چھاؤنی دیولی نزد جے پور میں پیدا ہوئے جہاں آپ کے والد فوج (رسالہ) میں دفعدار تھے۔ جب سردار چندا سنگھ ڈیوٹی پر نہ ہوتے تو کثرت سے شراب پیتے اور صبح تک مدہوش پڑے رہتے تھے۔ حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب کی عمر اُس وقت آٹھ نو سال کی ہوگی۔ آپ بھی اصرار سے شراب مانگ کر پیتے تھے۔ بلکہ اس کے بعد اپنے وطن سرسنگھ میں تیرہ چودہ سال کی عمر میں خود ہی شراب کشید بھی کرنے لگے۔ لیکن جب آپ نے رسالہ کی ملازمت اختیار کی تو شراب نوشی ترک کر دی۔ آپ نے اُردو مڈل پاس کر کے وظیفہ حاصل کیا، اور رنگ محل مشن سکول لاہور کی سپیشل کلاس میں پڑھنے کی کوشش کی لیکن دِل پڑھائی کی طرف نہ لگا۔ والد کے رسالہ میں ملازم ہونے کی وجہ سے آپ کے دل میں بھی رسالہ کی نوکری کا خیال بزور گدگدی کرتا تھا۔ آپ نے والد کی خدمت میں لکھا کہ پڑھنا مشکل معلوم ہوتا ہے آپ اجازت دیں میں رسالہ ہی کی نوکری اختیار کرونگا۔ اجازت تو انہوں نے دی لیکن با دلِ ناخواستہ۔ کیونکہ انہیں تعلیم دلوانے کا

از حد شوق تھا۔

آپ کی والدہ صاحبہ جب آپ کی عمر چھ سات سال کی تھی تو چھاؤنی دیولی میں وفات پا گئیں یا یُوں کہ وہ بھائی جی کے بچپن میں ہی فوت ہو گئیں، دوسرے آپ اپنے اقلاب سے اسلام قبول کر لینے کی وجہ سے جُدا ہو گئے۔ اس لئے کبھی والدہ کا ذکر نہ ہونے کے باعث اب بھائی جی کو اُن کا نام بھی یاد نہیں رہا۔

آپ ۱۸۹۲ء میں رسالہ نمبر ۲ ایس ملتان میں ملازم ہوئے لیکن پھر یہ رسالہ سیالکوٹ چھاؤنی میں تبدیل ہو گیا۔ بچپن میں "رسوم ہند"[۱] کتاب میں آپ نے انبیاءؑ کا باب پڑھا تھا۔ اور اُس وقت ہی سے آپ کے دل میں ان بزرگ ہستیوں کے متعلق گہرا عقیدتمندانہ اثر پیدا ہو گیا تھا۔ حالات پڑھ کر آپ کی یہ رائے ہو گئی تھی کہ یہ لوگ بڑے اچھے ہیں۔ ہمارے زمانہ میں بھی کوئی ایسا بزرگ پیدا ہوُا، تو مَیں اُسے ضرور مان لوں گا۔

چھاؤنی میں سردار سُندر سنگھ صاحب کے ساتھ ۱۸۹۳ء میں آپ کی نشست و برخاست شروع ہوئی۔ سردار صاحب دھرمکوٹ بگّہ ضلع گورداسپور کے رئیس تھے اور بھائی جی کے تین چار سال بعد احمدی ہوئے تھے۔ اور اُن کا نام فضل حق رکھا گیا تھا۔ آبائی مذہب سکھ ہونے کی وجہ سے بھائی جی کے دل میں اسلام سے کچھ بُغض ہی تھا، لیکن سردار صاحب کی صحبت سے اسلام کی تعلیمات کی تحقیق کا شوق دامنگیر ہوُا۔ سردار فضل حق صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی وجہ سے اسلام سے محبت رکھتے تھے۔ اور اکثر دلائل توحید جو اُن کے دل میں گھر کئے ہوئے تھے بھائی جی کو سُناتے رہتے تھے۔ بھائی جی نے لاہور کے تعلیمی زمانہ میں اکثر عیسائی

[۱] بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے حالات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اِسی کتاب نے اُن کے دل میں اسلام کا بیج بویا تھا۔ (مرتب)

اور ہندو لیکچراروں کی تقریریں سُنی تھیں، اور یہ بات آپ کے ذہن میں راسخ ہو گئی تھی، کہ انسان کو اپنے ہی مذہب پر قائم رہنا چاہیئے۔ ہندو، مسلمان، عیسائی، سکھ غرض سب اپنے اپنے مذہب کی تعریف کرتے ہیں۔ اور قصّوں کے رنگ میں ہر گذشتہ زمانہ میں ہر مذہب میں بزرگوں کے پائے جانے کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن اب کونسا مذہب سچا ہے اور کس کا تعلق خدا تعالےٰ سے ہے؟ ہر مذہب کے ماننے والے اپنے مذہب کے متعلق یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ اب کوئی کس کی بات سُنے اور کس کی نہ سُنے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے سردار فضل حق صاحب کے دلائل سے عاجز او ر لاجواب ہو کر پیچھا چھوڑانے کے لئے کہا کہ ہر مذہب میں اُن کے نبیوں اور اوتاروں کی معجزانہ زندگی کی روایات پائی جاتی ہیں۔ اسلام میں اگر اب کوئی خدا تعالےٰ کے ساتھ ہمکلامی کا شرف رکھتا ہو تو البتہ اسلام کی فوقیت دیگر مذاہب پر تسلیم کی جا سکتی ہے۔ سردار صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام اور پتہ بتایا، اور کہا کہ وہ صاحبِ الہام و کشف ہیں، اور ان کی پیشگوئیاں پُوری ہوتی ہیں۔ یہ سُن کر بھائی جی کے دل سے اسلام کا بُغض کم ہونے لگا، بلکہ ایک گونہ اُلفت پیدا ہونے لگی۔

آپ کو اپنی تین سالہ ملازمت میں پہلی بار ۱۸۹۴ء میں رخصت دو ماہ کی ملی، تو آپ سیدھے قادیان پہنچے۔ پانچ چھ دن قیام کیا۔ کھانا ایک ہندو کے ہاں کھاتے تھے۔ آپ نے یہاں دردِ دل سے دُعا کی کہ الٰہی! اگر اسلام میں ہی تیری رضا مندی حاصل ہو سکتی ہے، تو تُو مجھے اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اِسی اثنا میں آپ کے دل میں یہ خیال زور سے پیدا ہوُا کہ حضرت مرزا صاحبؑ سے کوئی تعلق پیدا کر لیں تو بہتر ہو گا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّلؓ سے آپ نے دریافت کیا کہ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ مَیں حضرت صاحبؑ کی بیعت کر لوں، مگر بالفعل سکھ مذہب ہی میں رہوں۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے فرمایا، یہ نئی بات ہے حضرت اقدسؑ سے دریافت کر کے بتا سکوں گا۔ چنانچہ حضرت

مولوی صاحبؓ نے دریافت کیا، تو حضرتؑ نے فرمایا کہ ہاں ہم ان کی بیعت لے لینگے۔ اس کے بعد ایک روز نماز ظہر کے بعد احباب کو الگ کیا گیا، اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھائی جی کی بیعت لی۔ بیعت اسی طرح لی گئی جس طرح مسلمانوں سے احمدی ہوتے وقت لی جاتی تھی۔ اس کے بعد حضرتؑ نے دُعا کی اور فرمایا کہ کوشش میں رہیں تا کامل سعادت حاصل ہو۔ بھائی جی نے پھر دُعا کے لئے درخواست کی، اور اپنے وطن موضع تُرسنگھ چلے گئے۔ وہاں مسلمان دوستوں سے ساری نماز معہ نفلی حصہ کے سیکھ لی۔ صبح آپ اسلامی طریق پر طہارت کر کے اکثر بالالتزام دھرمسالہ میں بیٹھ کر کلمہ طیبہ، درود شریف اور لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بطور ورد پڑھتے رہتے۔

رخصت ختم ہونے پر آپ ملازمت پر حاضر ہوئے۔ اسلام کی محبت تیز سے تیز تر ہونے لگی ——— انہی ایام میں آپ نے حضرتؑ کی خدمت میں لکھا، کہ سیالکوٹ میں آپ کے کوئی باعمل مُرید ہوں، تو اُن کے نام وغیرہ سے مطلع فرمائیں۔ حضورؑ نے جواباً لکھوایا، کہ مولوی عبد الکریم صاحب باعمل عالم ہمارے دوست ہیں، آپ اُن سے ملیں۔ ایک اتوار کے روز آپ شہر سیالکوٹ میں پھر پھرا کر پتہ کرتے رہے۔ کریم بخش کا پتہ تو ملا، لیکن عبد الکریم کا پتہ نہ ملا۔ بعد میں کسی طرح آپؓ کا پتہ چلا کہ دراصل مولوی عبد الکریم صاحبؓ ہی کا نام پہلے کریم بخش تھا۔ آپ نے حضرت مولوی صاحبؓ سے اپنا حال بیان کیا، اور درس قرآن مجید کا وقت دریافت کیا۔ جس دن نوکری اجازت دیتی، آپ ضرور درس میں شریک ہو کر قرآن مجید سُنتے اور استفادہ کرتے۔ ایک دن درس میں مولوی صاحبؓ نے بیان کیا، کہ اوقاتِ نماز کو افسر کے ڈر سے پیچھے ڈال دینا بھی ایک قسم کا شرک ہے۔ شرک کرتے ہوئے نجات مشکل ہے۔ اس بات کا بھائی جی کے دل پر بہت اثر ہوا، اور یہ جلدی آپ کی رہبری کا موجب ہوا۔ آپ کے

ہم مذہب افسر و غیر افسر احباب نے درس سے روکنا شروع کیا، اور "مسلمان ہو گئے، مسلمان ہو گئے" کے آوازے کسنے لگے۔ آخر قائم مقام سردار ٹروپ نے آپ کو جبراً روک دیا۔ اس سے کچھ پہلے دوپہر کو آپ نے خواب دیکھا کہ آپ اندھے ہو گئے ہیں۔ گھبرا کر بیدار ہوئے۔ خواب نے پریشان کیا۔ حضرتؓ کی خدمت میں لکھا۔ جواب آیا کہ استغفار بہت کرو۔ روحانی آنکھ کا صدمہ مراد ہے۔

بالآخر سردار ٹروپ کو دوسرے ساتھیوں نے کہا کہ بھائی جی جھٹکا نہیں کھاتے علانیہ اسلامی شعار کو پسند کرتے ہیں، بلکہ سکھ مذہب کی مذمت بھی کرتے ہیں، اور دوسرے ہم عمروں کو بھی پھسلاتے ہیں۔ سردار صاحب نے جھٹکا پکوایا اور اپنے سامنے کھانے کے لئے پیش کیا۔ نفع نقصان پر غور کرنے کی بہت کچھ تلقین کی، اور ترقی کے وعدے دیگر سبز باغ بھی خوب دکھائے۔ سردار سندر سنگھ صاحب مذکور نے توکراہتاً ایک بوٹی کھالی، لیکن بھائی جی اُٹھ کر چلے آئے۔ سردار ٹروپ اِس پر سخت ناراض ہو گیا۔ ایک اور شخص ہیرا سنگھ سوار نے بھائی جی کو سمجھایا اور نصیحت کی کہ کل کے بچے ہو ترقی پر ترقی مل رہی ہے، کیوں لچھمی ماتا (دولت) کو لات مارتے ہو۔ اگر تم ایسا ہی کرو گے تو تین سال کے بعد میں ضرور تمہارا ابتر حال دیکھوں گا۔ سردار ٹروپ کے ساتھ دو بدو کچھ باتیں ہوئیں لیکن ان کا پارہ چڑھتا ہی گیا۔

ایک طرف یہ حالت تھی۔ دوسری طرف یہ کہ آپ کے مشن سکول سے آنے کے نَو دس دن بعد آپ کے والد وفات پا گئے تھے۔ بھائی جی کا ایک اور بھائی بھی تھا۔ دونو بھائیوں کو زمیندارہ کا کام نہیں آتا تھا۔ اب صرف اُردو مڈل تک تعلیم کی وجہ سے کوئی معقول ملازمت ملنی بھی مشکل نظر آتی تھی، اس لئے لے دے کر معاش کا بہترین واحد ذریعہ رسالہ کی ملازمت ہی نظر آتی تھی جسے چھوڑنا اور نئے دَور میں قدم بڑھانا آپ بالکل ہی ناپسند کرتے تھے۔ تین سال کی ملازمت میں آپ لیس دفعدار ہو گئے

تھے۔ ٹروپ (Troop) میں تلوار کا انعام بھی پایا۔ چاند ماری میں ٹروپ میں اوّل بھی رہے۔ بسبب خواندہ ہونے کے پیپے دفعداری کا کام بھی مل گیا تھا۔ پھر شادی شدہ بھی تھے۔ یہ سب باتیں کوئی معمولی روک نہ تھیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سردار ٹروپ کا یہ وعدہ تھا کہ عنقریب چھ ماہ بعد تم دفعدار بنا دیئے جاؤ گے۔ اسلام کا خیال چھوڑ دو۔ میں اس ترقی کا ذمہ لیتا ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا۔ اور یہ سب روکیں آپ کے دل سے اسلام کی محبت کو دُور نہ کر سکیں۔

اس عرصہ میں آپ نے حضورؑ کی کتب توضیح مرام اور فتح اسلام پڑھیں۔ اور دوسرے چوتھے مرزا محمد اشرف صاحب سابق محاسب صدر انجمن احمدیہ کے والد منشی جلال الدین صاحب سے ملتے رہے جو رسالہ میں میر منشی تھے۔ منشی صاحب کی رقتِ قلب اور تقویٰ اور حضورؑ کی باتوں کے سُنانے سے آپ بہت متاثر ہوئے۔ آپ یہاں چُھپ چُھپ کر کبھی نماز پڑھ لیتے تھے اور ذکرِ الٰہی کرتے تھے۔ آپ نے حضرتؑ کی خدمت میں لکھا کہ اگر میں یہیں رہوں اور بعض اسلامی شعار بجا لاؤں تو میری نجات ہو جائے گی۔ حضورؑ نے تحریر فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا اس طرح کامل اسلام نصیب نہ ہو گا۔ یہ خیال کر کے کہ کب تک چُھپ چُھپ کر رضاءِ الٰہی طلب کریں گے، رمضان کے روزے آپ کچھ رکھ رہے تھے آپ نے ۷ مارچ ۱۸۹۵ء کو استعفیٰ دیا اور دوسرے روز قادیان پہنچ گئے۔ بال کٹوائے اور نہائے، کلمۂ توحید پڑھا، اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کا نام عبد الرحیم رکھا۔ اور حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کے سپرد آپ کی تعلیم و تربیت کا کام کیا اور ہر طرح سے خیال رکھنے کی بھی تاکید فرمائی۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے صرف و نحو، معانی، منطق، ادب عربی اور صحاح ستہ پڑھوا دیا، اور طب مروجہ بھی اچھی طرح سکھا دی۔ اور حضرتؑ کی تاکید پر پُوری طرح عمل کیا۔ حضرت مولوی صاحبؓ جب دوسری بار چھ ماہ

کے لئے مالیر کوٹلہ حضرت نواب صاحبؓ کے پاس تشریف لے گئے تو بھائی جی نے آپ کو لکھا کہ یہاں میری تعلیم کا انتظام نہیں ہے کیا آپ کے پاس آجاؤں؟ اس پر آپؓ نے بُلا لیا تھا۔ غالباً ۱۸۹۵ء یا ۱۸۹۶ء کی بات ہے، خاکی شاہ جو عیسائیوں سے مسلمان ہوئے تھے اور خاکسار کے تایا حکیم غلام محمد صاحبؓ اور بھائی جی آپؓ سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ نواب صاحبؓ آپؓ سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے حکیم محمد زمان صاحبؓ بھی آپؓ سے پڑھا کرتے تھے۔

ایک دفعہ بھائی جی کو خیال آیا کہ مولوی فاضل کا امتحان دیدیں تو آپ نے خواب دیکھا کہ کسی شخص نے زمین کو ہل چلا کر بہت عمدہ بنا لیا ہے اور اس شخص کو میں کہتا ہوں کہ میں نے بھی لکڑی کا ٹکڑا (سُنگ) اس میں بونے کا ارادہ کیا ہے۔ اس خواب کا مطلب واضح تھا کہ آپ کا یہ عمل بے نتیجہ ہوگا۔ اسلئے آپؓ نے یہ خیال چھوڑ دیا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ بھی اس ارادہ کو ناپسند فرماتے تھے۔

قرآن مجید با ترجمہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے ختم کرایا۔ قریباً ۲۹ سال مدرسہ ہائی سکول قادیان میں بطور معلم دینیات کے اور نواب محمد علی خاں صاحبؓ کے بچوں کی تعلیم پر گذار کے اب آپ پنشن پر ریٹائر ہو چکے ہیں۔

ملازمت ترک کر کے قادیان آنے کے بعد آپ کے تایا اور خسر اور ریچھرا اور ساتھی ۱۸۹۵ء میں قادیان آئے تا آپ کو واپس لے جائیں۔ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ نے موضع سیکھواں چلا جانے کا مشورہ دیا۔ آپ وہاں چلے گئے۔ وہ سب وہاں پہنچے۔ وہاں کے سکھوں نے کہا، سمجھانے بجھانے سے کام نہیں بنے گا، اسے سونٹوں سے درست کرو۔ مولوی امام الدین و مولوی خیرالدین صاحبان سیکھوانی نے کہا اس طرح کرو گے تو پہلے ہمیں قتل کرو گے پھر ان پر ہاتھ ڈال سکو گے۔ بھائی جی نے کہا کہ مجھے ساتھ لے جانے سے کیا فائدہ؟ جوان ہوں، ملازم تھا، سوچ سمجھ کر مذہب تبدیل کیا ہے۔ اگر آپ ساتھ لے گئے تو میں پھر یہیں آجاؤنگا۔ تایا عقلمند تھے واپس چلے گئے، اور بھائی جی قادیان

واپس لوٹ آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھائی جی کے سیکھواں جانے کا علم ہوا، تو آپؑ نے دریافت فرمایا سیکھواں کیوں گئے تھے؟ عرض کیا حضرت مولوی صاحبؓ کے مشورہ سے گیا تھا۔ فرمایا یہ غلطی تھی قادیان دارالامن ہے اس سے بڑھکر اور کس جگہ امن ہو سکتا ہے۔

تایا اور خسر سے جب وہ بھائی جی کو سمجھانے آئے تھے، تو آپ نے وطن جانے کا وعدہ کیا تھا۔ اس کے مطابق آپ وہاں گئے۔ خسر مخالف تھا۔ آپ کی اہلیہ سکھ تھی۔ اس سے ابھی کوئی اولاد نہ ہوئی تھی۔ آپ کچھ عرصہ ٹھہر کر واپس آ گئے۔ اس پر خاندان والوں نے اپنے طریق کے مطابق اس کی کسی اور جگہ شادی کر دی، لیکن وہ چند ماہ بعد فوت ہو گئی۔ ایکدفعہ آپ کے بھائی ڈاکٹر لابھ سنگھ صاحب وٹرنری اسسٹنٹ سرجن بھی آپ کو سمجھانے آئے تھے۔ قریباً بیس سال قبل راقم الحروف وطن سے واپسی پر امرت سر سٹیشن پر گاڑی کے انتظار میں تھا، بعض غیر احمدیوں سے مذہبی گفتگو ہونے لگی تو ایک سکھ نے جس نے اپنا نام ڈاکٹر لابھ سنگھ بتایا، مجھے کہا کہ میرے بھائی کو میرا پیغام دینا کہ میں فلاں جگہ جا رہا ہوں، واپسی پر قادیان آؤنگا۔ میں نے کہا میں سکھوں سے واقف نہیں۔ اُس نے بھائی جی کا نام لیا اور کہا کہ وہ میرے بھائی ہیں۔ پھر مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ قادیان میں جو شخص ایک دفعہ جاتا ہے پھر وہاں سے نہیں نکلتا۔ میرا بھائی بھی وہاں پھنسا ہوا ہے۔ ڈاکٹر لابھ سنگھ صاحب لاولد تھے، اب فوت ہو چکے ہیں۔

آپ کو رسالہ سے سبکدوش ہونے پر پونے تین صد روپیہ ملا تھا جو آپ نے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے پاس جمع کرا دیا تھا۔ جس میں سے حدیث بخاری اور کتب طب وغیرہ خریدی گئیں۔ جب روپیہ ختم ہونے پر آیا تو بھائی جی نے پچاس روپے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بطور نذر بھیجے، لیکن حضورؑ نے اسلئے واپس کر دیئے کہ ان کی اپنی ضروریات میں ہی خرچ ہوں۔ (باقی آئندہ)

ہندوستان میں

تاریخِ تبلیغِ اسلام

(از جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی)

گذشتہ سے پیوستہ

یہ نامہ پڑھتے ہی حجاج کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اُس نے فوراً دربارِ خلافت سے سندھ پر فوج کشی کی اجازت مانگی اور سارا واقعہ لکھ بھیجا۔ اجازت آجانے پر اُس نے عبداللہ اسلمی نام ایک شخص کو کچھ فوج دیکر سندھ روانہ کیا۔ لیکن یہ شخص عین میدانِ جنگ میں مارا گیا اور مسلمانوں کو شکست ہوگئی۔

اب حجاج کے غصہ کی انتہا نہ رہی اُس نے دوبارہ ایک بہادر شخص بدیل نامی کو تین ہزار فوج کے ساتھ سندھ پر حملہ کا حکم دیا۔ راجہ داہر کا بیٹا جےسیہ اس کے مقابل پر آیا۔ بدیل کا گھوڑا ہاتھیوں سے ڈر کر بھاگا جس کی وجہ سے سپہ سالار گھوڑے پر قائم نہ رہ سکا اور نیچے گر پڑا۔ نیچے گرتے ہی دشمنوں نے آلیا اور قتل کر ڈالا۔ اِس مرتبہ بھی مسلمانوں کو شکست ہوئی۔

حجاج اُن آدمیوں میں سے نہ تھا جو ایک دو مرتبہ کی ناکامیوں سے ہمت ہار بیٹھتے ہیں بلکہ دوسری مرتبہ کی شکست سے اُس کے عزم اور ارادہ میں اور زیادہ استحکام پیدا ہوگیا۔ اُس نے فوراً پھر دربارِ خلافت کو عریضہ بھیجا اور مزید فوج کشی کی اجازت مانگی۔ ولید نے لکھا کہ "سندھ بالکل ایک دوسرا ملک ہے اور ہماری پہنچ سے بہت دُور

ہم نہ آسانی سے وہاں کمک پہنچا سکتے ہیں۔ نہ باقاعدگی کے ساتھ سامانِ جنگ بھیج سکتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ہمیں وہاں دو مرتبہ شکست ہو چکی ہے۔ جس میں ہمارے آدمیوں کا بھی کافی نقصان ہوا اور سامانِ حرب بھی بہت ضائع ہو گیا۔ اب سہ بارہ اگر فوج تیار کی جائے تو اس میں بہت زیادہ رقم خرچ ہو جائے گی اور پھر بھی امید نہیں کہ کامیابی ہو۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر اس مہم کا ارادہ فی الحال ترک کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ مناسب وقت آنے پر دیکھا جائے گا۔"

جب یہ خلافت کا حکم حجاج کے پاس پہنچا۔ تو وہ بڑا پریشان ہوا اور اس نے پھر دربارِ خلافت کو عریضہ لکھا کہ "حضور نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے بالکل درست ہے۔ مگر اس امر پر بھی تو غور فرمائیں کہ چند بیکس مسلمان عورتیں اور چند معصوم بچے جو راجہ داہر کی قید میں ہیں ان کو کس طرح دشمن کے رحم پر چھوڑا جا سکتا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اگر ایک مسلمان بھی کہیں قید ہو تو ساری سلطنت کی طاقت اس کے آزاد کرانے میں لگا دیں اور اس وقت تک آرام سے نہ بیٹھیں جب تک کہ اس کو آزاد نہ کرا لیں۔ پس یہ بات کس طرح ہو سکتی ہے کہ مسلمان اپنے بھائیوں کے لئے صبر کر کے بیٹھ رہیں اور ان کو کافروں کی قید میں چھوڑ دیں۔ نہ مسلمان کی غیرت اور حمیت اس کو گوارا کر سکتی ہے اور نہ سلطنت کا وقار اس طرح قائم رہ سکتا ہے۔ سو میں نہایت عاجزی کے ساتھ خدمتِ عالی میں عرض کرتا ہوں کہ حضور اپنے فیصلہ پر نظرِ ثانی فرمائیں اور مجھے اجازت بخشیں کہ میں اپنے چچا زاد بھائی اور داماد محمد بن قاسم کو اس مہم کا سرگروہ بنا کر سندھ روانہ کروں۔ اس کی عمر اگرچہ ابھی صرف سترہ ہی برس کی ہے مگر بہادری، ہوشیاری، معاملہ فہمی اور فوج کی کمان کرنے میں شاید ہی کوئی آدمی اس کے برابر کا ہو۔ مجھے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور اس کے ہاتھ پر ہمیں فتح عطا فرمائیگا۔ اور وہ ناکام واپس نہیں آئے گا۔

رہ گیا خرچ کا سوال، تو میں حضور کی خدمت میں ادب کیساتھ یہ عرض کروں گا کہ جتنا خرچ اِس مہم میں اُٹھے اُس سے دو چند رقم میں فوراً خزانہ عامرہ میں داخل کرنے کیلئے تیار ہوں۔ مجھے امید ہے کہ میری عرضداشت شرفِ قبولیت حاصل کریگی۔ اور حضور عالی بخوشی خاطر مہم کی منظوری دیکر بیکس بیواؤں اور یتیم بچوں کی دُعائیں لینگے۔ جو نہ معلوم کس حال میں دشمن کے ہاں قید ہیں۔"

یہ عرضی پڑھکر ولید نے حجّاج کو فوج کشی کی اجازت دیدی اور مُلک شام کے بہادروں میں سے چھ ہزار سپاہ اُس کے پاس بھجوا دی جو ہر طرح سامانِ جنگ سے آراستہ تھی۔
جب یہ سپاہ حجّاج کے پاس پہنچ گئی تو اس نے جمعہ کے دن بہت کچھ خیرات کرنے اور لمبی دُعا مانگنے کے بعد محمدؐ بن قاسم کی زیر سرکردگی اِس فوج کو ہندوستان پر حملہ کرنے کیلئے روانہ کر دیا۔ چلتے وقت سالارِ فوج اور سارے لشکر کو ہدایت کی کہ" ہمیشہ خدا سے ڈرتے رہنا۔ نہایت صبر کے ساتھ کام کرنا۔ ہمیشہ کُشادہ جگہ میں اُترنا۔ ہاتھیوں کی فوج تم پر حملہ کرے تو نہایت استقلال کے ساتھ جم کر اُن پر تیر برسانا۔"
محمد بن قاسم عراق سے چل کر مکران میں ٹھہرتا ہؤا سب سے پہلے سندھ کے شہر ارمن بلیہ (ارمابیل) پر حملہ آور ہؤا۔ اور اُسے فتح کرنے کے بعد دیبل (ٹھٹھہ) کی طرف بڑھا۔ جہاں عرب تاجروں کے اہل وعیال قید تھے۔ اتنے میں حجّاج کا نامہ ملا کہ :-
" جب تم سوادِ دیبل میں پہنچو تو دشمن سے نہایت خبردار رہو۔ بارہ گز چوڑی اور چھ گز گہری خندق اپنے گرد کھود لو۔ تاکہ رات کے وقت امن سے سو سکو۔ تلاوت قرآن کریم بہت کیا کرو۔ دُعائیں بیحد مانگتے رہو۔ کیونکہ فتح لشکر اور طاقت سے نہیں ہوگی بلکہ دُعا سے ہوگی۔ خداوند کریم کا ذکر ہر وقت ہر شخص کی زبان پر جاری رہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بہت زیادہ پڑھتے رہا کرو۔

اللہ تعالیٰ تمھارا حافظ و ناصر ہو"

جب محمد بن قاسم دیبل کے سامنے پہنچا تو اُس نے خندق کھود دی اور باقاعدہ طور پر منجنیقیں نصب کردیں جنکو وہ کشتیوں میں اپنے ہمراہ لایا تھا۔ انہی میں عروسک نامی خاص ولید بن عبدالملک کی منجنیق تھی جس کو پانچسو آدمی کھینچتے تھے۔ اُس زمانہ کی حالتِ باربرداری کو دیکھتے ہوئے تعجب ہوتا ہے کہ اِس قدر بیحد بھاری بھاری آلاتِ حرب کشتیوں پر کس طرح لاد کر لائے ہوں گے۔

دیبل کے باشندوں نے شہر کے دروازے بند کرلیئے۔ شہر کے سب سے بڑے مندر کے عظیم الشان گنبد پر ایک بہت بڑا جھنڈا لگا ہُوا تھا۔ اُسے کھول دیا گیا تو وہ سارے شہر پر لہرانے لگا۔ اہلِ شہر نے سات دن تک جان توڑ کر مقابلہ کیا۔ آٹھویں دن ایک عجیب واقعہ ہُوا۔ ایک برہمن لشکرِ اسلام کے پاس پھرتا ہُوا پایا گیا۔ فوراً گرفتار کرکے سپہ سالار کے حضور پیش کیا گیا۔ وہ کہنے لگا "مَیں تو خود ارادةً آیا ہوں۔ اگر مجھے اور میرے اہل و عیال اور میرے جملہ مال و منال کو امان دینے کا وعدہ کرو تو ایسی ترکیب بتلاؤں کہ شہر فوراً فتح ہو جائے"

محمد بن قاسم نے کہا "ہاں بتاؤ۔ اور تمھیں امن ہے"

برہمن اپنی قوم اور مُلک کا بڑا ہی بدخواہ تھا۔ کہنے لگا "اگر تم اس لہراتے ہوئے جھنڈے کو منجنیق سے اُڑا دینے میں کامیاب ہوسکو تو فوراً سارے اہلِ شہر اور فوج کے دل ٹوٹ جائیں گے اور عام بھاگڑ پڑ جائیگی۔ پھر قلعہ تمھارا ہے فصیل پر سیڑھیاں لگا کر چڑھ جانا اور شہر فتح کرلینا"

محمد بن قاسم نے آلاتِ حرب کے سردار جعونہ منجنیقی کی طرف دیکھا۔ اور کہا "بولو۔ کیا ارادہ ہے۔ اگر تم نے یہ کام کردیا تو دس ہزار درہم انعام دوں گا"

جعونہ نے ادب کے ساتھ عرض کیا "یہ کونسا بڑا کام ہے مَیں اِس کا ذمہ لیتا ہوں۔ اگر

جھنڈے کو نہ اُڑا سکا تو سپہ سالار میرے ہاتھ کٹوا دیں۔"

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک اور برہمن آیا اور کہنے لگا "قسمت پلٹ چکی نصیب اُلٹ گیا۔ ہماری بادشاہی ختم ہوئی۔ میں نے ابھی فال دیکھی تھی۔ اس میں یہی نکلا کہ سندھ ہی پر نہیں عنقریب سارے ہندوستان پر مسلمان پھیل جائیں گے۔ اسلئے میں خفیہ طور سے پہلے ہی آ گیا ہوں تا کہ اپنی عقیدت اور اطاعت کا اظہار کر دوں۔ مجھے حکم دیجئے کہ واپس جا کر مسلمان قیدیوں کو آزادی کی خوشخبری سُناؤں جس کا وقت قریب آ گیا ہے۔"

بُوڑھے برہمن کی یہ خوشامد بھری باتیں سُن کر نوجوان سپہ سالار ہنسا اور کہنے لگا ہاں پنڈت جی! بے شک آپ جائیے اور میری طرف سے میرے قیدی بھائیوں کو امن اور آزادی کی خوشخبری سُنا دیجئے۔ انشاء اللہ کل ہم قلعہ کو فتح کر لیں گے۔

دوسرے دن جعویہ نے اپنی منجنیق درست کر کے لگا دی۔ اور ایک ہی نشانہ میں جھنڈے کو اُڑا دیا۔ فوجِ اسلام نے نہایت زور سے اللہ اکبر کا نعرۂ مسرت بلند کیا۔ جھنڈے کے گرتے ہی کفار میں کھلبلی پڑ گئی اور شہر کے لوگ سراسیمہ ہو کر ادھر اُدھر بھاگنے لگے فصیلِ شہر پر ہندوؤں کی جو فوج متعین تھی وہ بھی گھبرا گئی۔ اس سے زیادہ عمدہ موقع حملہ کا اور کونسا ہو سکتا تھا فوجِ اسلام کے دو بہادر حزیمہ کوفی اور عجل بصری بغیر ایک لمحہ ضائع کئے فوراً سیڑھیاں لگا کر نہایت بے جگری کیساتھ دیوارِ شہر پر چڑھ گئے اور وہاں سے تلواریں ہاتھ میں لئے اندر کو دپڑے لڑتے بھڑتے مارتے اور قتل کرتے دروازہ شہر پناہ تک پہنچ گئے اور بڑی پھرتی کیساتھ آگے بڑھ کر اُسے کھول دیا۔

دروازہ کھلنے کی دیر تھی کہ فوجِ اسلام جو تیار کھڑی تھی گھس پڑی کُشتوں کے پُشتے لگ گئے۔ بے شمار آدمی قتل ہوئے اور شہر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

جھنڈے والے بڑے مندر میں سات سو عورتیں مورتی اور مندر کی خدمت کے لئے

مقرر تھیں۔ پجاریوں نے جب دیکھا کہ شہر پر مسلمانوں کا قبضہ ہونے والا ہے تو مندر کا دروازہ مضبوطی سے بند کر چتا روشن کی اور سب عورتوں کو آگ میں جھونک دینا چاہا۔ سپہ سالار کو بھی پتہ لگ گیا۔ وہ تیر کی طرح آیا۔ اور دروازہ توڑ کر اندر داخل ہو گیا۔ اس طرح اس کی پھرتی نے سات سو قیمتی جانوں کو اگن دیوتا کی بھینٹ ہونے سے بچا لیا۔ اور پجاری دانت پیس کر رہ گئے۔

اب محمد بن قاسم قید خانہ کی طرف متوجہ ہوا۔ سارے مسلمان قیدی آزاد ہو چکے تھے۔ سپہ سالار ان سے مل کر نہایت خوش ہوا۔ ہر ایک کو تسلی اور تشفی دی۔ اور کہا "مصیبت کا زمانہ ختم ہوا۔ اب تم اپنے بھائیوں میں ہو۔ صرف تمھیں آزاد کرانے کی خاطر اور تمھارے دشمن سے انتقام لینے کے لئے فوجِ اسلام نے مصعوبات سفر برداشت کئے۔ اپنے ہزاروں آدمیوں کو شہید کرایا۔ اور سلطنت نے اتنا عظیم الشان بار اخراجات کا اُٹھایا۔ الحمد للہ کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے اور تمھیں آزاد کرالیا۔ اب عنقریب راجہ داہر کا سر بھی دارالخلافہ دمشق کو روانہ کر دیا جائے گا۔ اچھا اسلامی لشکر میں آرام کرو۔ اور ہمارے لئے دعائیں کرتے رہو۔"

اس کے بعد داروغۂ قید خانہ کا معاملہ پیش ہوا۔ سپہ سالار نے حکم دیا کہ اس کی گردن ماری جائے۔ یہ داہر کا خاص آدمی ہے۔ اور اس نے ہمارے بھائیوں اور بہنوں کو بڑی تکلیفیں دی ہوں گی۔ داروغہ مارے خوف کے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ ترجمان کی معرفت بولا کہ "حضور! قیدیوں سے پوچھ لیں کہ میں نے اُن کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے؟ اگر وہ میری ذرا بھی شکایت کریں تو بے شک فوراً مجھے قتل کر ڈالا جائے۔ ورنہ ایک بے گناہ کا خون سر پر لینے سے کیا

فائدہ ہوگا۔"

قیدیوں نے متفقہ طور پر شہادت دی کہ "اس کا سلوک ہمارے ساتھ تمام زمانۂ قید میں نہایت ہی ہمدردانہ رہا ہے کیونکہ یہ نہایت عالم فاضل اور ادیب شخص ہے۔ فوراً اس بات کو سمجھ گیا تھا کہ مسلمان کسی طرح بھی اپنے قیدیوں کو آزاد کرائے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ اور اگر میں نے اُن کے ساتھ بُرا سلوک کیا تو فتح کے وقت سب سے زیادہ کم بختی میری ہی آئے گی۔ اس لئے اس نے کوئی دقیقہ ہمیں آرام پہنچانے کا باقی نہیں چھوڑا۔ اور سچ یہ ہے کہ ہم یہاں بالکل اپنے گھر کی طرح رہے۔ سوائے نگرانی کے اور کوئی تکلیف ہمیں اس عرصہ میں نہیں ہوئی۔ اس لئے یہ یقیناً اس بات کا مستحق ہے کہ اسے معاف کر دیا جائے۔"

محمدؐ بن قاسم نے داہر سے کہا "میں یہ سنکر خوش ہؤا اور اس خوشی میں تمہیں آزاد کرتا ہوں۔ جاؤ جہاں تمہارا جی چاہتے چلے جاؤ۔"

عقلمند اور سمجھدار آدمی جان کر ترجمان کے ذریعہ محمدؐ بن قاسم نے بوڑھے برہمن کو تبلیغ کی اور اس کو اسلام کے محاسن اور بُت پرستی کی بُرائیاں کھول کر بتائیں۔ جن پر غور کر کے اُس نے اسلام قبول کر لیا۔

مسلمان ہوجانے کے بعد محمدؐ بن قاسم نے اُسی کو دیبل کا حاکم بنادیا۔ اور پھر راجہ داہر کی سرکوبی کے لئے وہاں سے روانہ ہوگیا۔ مگر روانہ ہونے سے قبل ایک مسجد اُس نے بیچ شہر میں سرکاری خرچ سے تعمیر کروائی اور اُس کے اخراجات کے لئے ایک گاؤں وقف کر دیا۔

محمدؐ بن قاسم ابھی دیبل ہی میں تھا کہ راجہ داہر کا خط ملا جس کا مضمون یہ تھا:۔

"فرمانروائے بحر و بر مہاراجہ داہر کی طرف سے مغرور اور متکبر

محمدؐ بن قاسم کے نام - جو نہایت ظالم، لٹیرا اور قاتل ہے - واضح ہو کہ تجھ سے قبل بھی دو آدمی اپنی فوج کے ساتھ ساحل ہند پر قدم رکھ کر ہلاک ہو چکے ہیں - اب تیری باری آئی ہے - دیبل کوئی مضبوط قلعہ نہ تھا صرف چند تاجر پیشہ لوگ وہاں آباد تھے - اُن پر عارضی کامیابی حاصل کر کے تیرا دماغ پھر گیا ہوگا - بہتر ہے کہ واپس جا - ورنہ میرا بیٹا جے سیہ تجھے پھونک کے رکھ دے گا - جے سیہ کے آستانہ پر ہندوستان کے سارے راجہ اپنی پیشانی رگڑتے ہیں - بڑے بڑے بہادر اس کے نام سے کانپتے ہیں - اُس کے فیل خانہ میں ایک سو ہاتھی ہر وقت تیار رہتے ہیں - وہ خود سفید ہاتھی پر سوار ہوتا ہے جو دُنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتا - اس کے فیلان مست - کہ آگے عربی گھوڑوں کی کیا تاب و طاقت ہے جو ایک لمحہ بھی ٹھہر سکیں - پس خوابِ غفلت سے بیدار ہو - اور اپنے انجام کو سوچ - بدیل کا حال تیرے سامنے ہے - تیرا اُس سے بدتر ہوگا - پس اپنی جوانی پر رحم کھا اور بن آئی نہ مر - اگر راجکمار جے سیہ کو میں نے حملہ کا حکم دے دیا تو تیری اور تیرے لشکریوں کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہیں لگے گا - پس کیوں اپنی جان کا دشمن ہوا ہے - خاموشی کے ساتھ جہاں سے آیا ہے وہیں چلا جا - ہندوستان کی فتح خالہ جی کا گھر نہیں - ہزار جانیں لائے گا تو ایک بھی سلامت نہیں لے جائے گا۔"

خط پڑھوا کر سُنا تو نوجوان سپہ سالار مسکرایا - اور جواباً حسب ذیل خط لکھوایا :-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خدا کے عاجز بندے محمدؐ بن قاسم ثقفی کی طرف سے کافر، جاہل اور ظالم داہر کے نام۔ خدا تجھے رسوا کرے۔ جو کچھ تُو نے اپنی جہالت، حماقت اور نخوت سے لکھا، اس کا جواب تجھے قلم سے نہیں بلکہ نوکِ تلوار سے ملے گا۔ تُو نے سپاہ کی کثرت، اپنی طاقت اور ہاتھیوں کی قوت سے ہمیں مرعوب کرنا چاہا ہے۔ مگر ہم پر ان چیزوں کا مطلق کوئی اثر نہیں ہوا۔ ہمارا توکل صرف خدا پر ہے نہ کہ زور اور طاقت پر۔ ہمیں تجھ سے کوئی غرض نہیں تھی اور نہ ہم اتنا دُور دراز کا فاصلہ طے کر کے تجھ پر حملہ آور ہوتے۔ اگر تُو لٹیروں اور قزاقوں کی حمایت نہ کرتا۔ اور عربوں کے اہل و عیال کو اپنے ہاں قید نہ رکھتا۔ ہمارا موجودہ لشکر تو کیا چیز ہے۔ ہم تو اپنے بھائیوں کو چھڑانے کے لئے اپنی ہر چیز کو قربان کرنے کے لئے تیار تھے۔ الحمد للہ ہم نے اپنے آدمیوں کو چھڑا لیا ہے۔ اور اب تیری باری ہے۔ بھاگ جہاں بھاگ سکتا ہے اور چُھپ جہاں چُھپ سکتا ہے۔ ہمارے سردار حجاج نے کہا ہے کہ مَیں چین تک بھی کسی کافر کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ محمدؐ بن قاسم اس ملک میں واپس جانے کے لئے نہیں آیا۔ وہ تو اِس نیت سے آیا ہے کہ مظلوم کی اعانت کرے اور ظالم کو اس کے ظلم کی سزا دے۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے کہ تیرا سر خلیفۂ دمشق کے سامنے رکھا ہوگا۔ اور دھڑ یہیں خاک و خون میں لوٹ رہا ہوگا۔ ہمیں اپنے خدائے یگانہ سے یہی امید ہے۔ تُو بھی اپنے خداؤں سے جو تین کروڑ ستر لاکھ ہیں مدد مانگ! اور لاف زنی کو چھوڑ کر مردوں کی طرح ہمارے مقابلہ پر آ۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔ سنہ ۹۳ھ"

دیبل سے چل کر محمدؐ بن قاسم نیرون میں آیا۔ جو دیبل سے ۲۵ فرسخ تھا۔ اور دریائے مہران کے کنارے آباد تھا۔ دریا کے دوسرے کنارے پر داہر کی فوجیں پڑی تھیں۔ مسلمانوں نے دریا کو عبور کرنا چاہا تو داہر نے روکنے کے لئے ایک دستہ فوج متعین کر دیا۔ اس پر محمدؐ بن قاسم نے یہ کام کیا کہ ایسے مقام پر کھڑے ہو کر جہاں دریا کا پاٹ نسبتاً کم چوڑا تھا۔ دریا کے ساتھ ساتھ کشتیاں ایک دوسری سے مضبوطی کیساتھ جوڑنی شروع کیں۔ جب ان کشتیوں کا طول اتنا ہو گیا جتنا دریا کا عرض تھا۔ تو پھر اُس کے ایک سرے کو اپنی طرف والے کنارے سے ایک موٹے رسے کے ذریعہ مضبوط باندھ دیا۔ اور دوسرے سرے کو دریا کے بہاؤ پر چھوڑ دیا۔ اور سب سے اگلی کشتی پر نہایت بہادر تیراندازوں کو بٹھا دیا۔ جب کشتیوں کا یہ بیڑا دریا کے بہاؤ پر روانہ ہؤا تو تیراندازوں نے بڑی قادر اندازی کے ساتھ داہر کے لشکریوں پر تیر برسانے شروع کئے۔ جن کی تاب وہ نہ لا سکے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ تیر انداز کشتی کو لئے ہوئے فوراً دوسرے کنارہ پر پہنچ گئے۔ اور نہایت پھُرتی کے ساتھ خشکی میں کُود کر بڑے موٹے رسے کے ذریعہ ایک کھونٹا زمین میں گاڑ کر کشتی کو باندھ دیا۔ اب یہ ایک عارضی پُل فوج کے لئے تیار ہو گیا اور لشکر نے جلد جلد اس پر سے دریا عبور کرنا شروع کیا۔ اس طرح سارا لشکر دریا کے اس پار آگیا۔

جب یہ خبر ایک بدقسمت نے راجہ داہر کو پہنچائی تو اُس نے ایک ایسا مُکا اُس کی پیٹھ میں مارا کہ بے چارہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

میدان میں صف آرا ہو کر محمدؐ بن قاسم نے پُوچھا کہ اِس جگہ کا نام ہندوستان کی زبان میں کیا ہے؟ معلوم ہؤا کہ اسے جے وار (مقام فتح) کہتے ہیں۔ سپہ سالار نے کہا "یہ فال نیک ہے۔ انشاء اللہ ہمیں یہاں ضرور فتح حاصل ہوگی۔" داہر نے سُنا تو بولا "یہاں اُن کی ہڈیاں پڑی سڑا کریں گی۔"

۹ رمضان ۹۳ھ کو راجہ داہر پچیس ۲۵ ہزار فوج اور ۶۰ جنگی ہاتھی لے کر محمد بن قاسم کے مقابلہ پر آیا۔ سارا دن گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ اور رات کی تاریکی نے دونوں فوجوں کو الگ الگ کر دیا۔

دوسرے روز ۱۰ رمضان ۹۳ھ کو سورج نکلتے ہی پھر لڑائی شروع ہو گئی۔ اور بڑے زور شور کے ساتھ طرفین نے دادِ شجاعت دی۔ بے شمار آدمی قتل ہوئے۔ لڑتے لڑتے بہادروں کے ہاتھ شل ہو گئے۔ مگر میدان سے کسی فریق نے بھی منہ نہ موڑا۔ لڑائی کانٹے کے تول ہو رہی تھی۔ اور دھڑا دھڑ تیزی کے ساتھ زمین پر گر رہے تھے۔ میدانِ جنگ خون کا سمندر بن گیا تھا جس میں مقتولین کے سر تیرتے پھر رہے تھے۔

مسلمانوں نے اِس تیزی اور پھرتی کے ساتھ کفار کو قتل کرنا شروع کیا کہ دوپہر ہوتے ہوتے داہر کے پچیس ہزار میں سے چوبیس ہزار آدمی خاک و خون میں آلودہ ہو کر ہمیشہ کے لئے گہری نیند سو گئے۔ مگر داہر پھر بھی ہمت نہ ہارا۔ وہ بقیہ ایک ہزار آدمیوں کو لئے برابر میدان میں ڈٹا کھڑا تھا۔ اور بہادری کے ساتھ لڑ رہا تھا۔ اس کے پیچھے ہودہ میں دو لونڈیاں بیٹھی تھیں۔ ایک اُسے تیر دیتی جا رہی تھی اور دوسری پان کے بیڑے کھلا رہی تھی۔

عین معرکۂ کارزار میں چند مسلمان تیر انداز آگے بڑھے۔ اور انہوں نے راجہ داہر کے ہاتھی پر تیروں کی بارش شروع کی۔ راجہ داہر اب بھی خوفزدہ نہ ہوا۔ وہ اطمینان کے ساتھ ہاتھی سے اُترا۔ گھوڑے پر سوار ہوا اور تلوار لے کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا۔ معاً ایک عرب اُس کے مقابل پر آیا۔ داہر نے اُس پر وار کیا۔ جسے اُس نے خالی دے کر تلوار کا ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ راجہ کے بیچ میں سے دو ٹکڑے ہو گئے۔

اس طرح ظالم اپنے کیفرِ کردار کو پہنچا اور سندھ کا تمام علاقہ اسلامی سلطنت میں

شامل ہو گیا۔ (اس مہم کے بہت ہی مختصر حالات ہم نے یہاں درج کئے ہیں۔ جن کو مفصل پڑھنے کا شوق ہو وہ علامہ بلاذری کی فتوح البلدان اور مولنا عبدالحلیم کی تاریخ سندھ اور مولنا ذکاءاللہ کی تاریخ ہندوستان جلد اوّل ملاحظہ فرمائیں)

یہ تھا وہ واقعہ جس کی بناء پر ابتداءً مسلمانوں کو سندھ پر حملہ کرنا پڑا۔ اور پھر رفتہ رفتہ وہ سارے ہندوستان کے مالک بن گئے۔

اگر قزاق جہازوں کو نہ لوٹتے۔ اور بدبخت داہر اُن کی بے جا حمایت نہ کرتا تو شاید سینکڑوں برس تک مسلمان ہندوستان کی طرف رُخ بھی نہ کرتے۔ مگر

خود کردہ را علاجے نیست

یہ بالکل یقینی بات ہے کہ فتح سندھ کے وقت محمدؐ بن قاسم نے کسی ایک شخص کو بھی زبردستی مسلمان نہیں بنایا۔ اور نہ یہ حملہ مسلمان بنانے کے لئے کیا گیا تھا۔ مشہور مؤرخ ابوریحان بیرونی اپنی کتاب الہند میں لکھتے ہیں:۔

"محمدؐ بن قاسم ابن المنبہ سندھ میں سجستان کے علاقہ سے داخل ہوا۔ کہیں تلوار ہاتھ میں لئے لڑتا تھا کہیں صلح و آشتی سے کام نکالتا تھا۔ اور لوگوں کے مذہب سے تعرض نہ کرتا تھا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ بعض لوگ خود ہی اسلام قبول کر لیتے تھے"

(ترجمہ کتاب الہند مترجمہ شیخ محمدؐ بدر الاسلام فضلی ص۵ باب اوّل)

محمدؐ بن قاسم اِس مُلک میں تین برس تک رہا۔ اور اس عرصہ میں اُس نے کچھ سے لیکر کشمیر تک اور سمندر سے لے کر سرحد مالوہ۔ راجپوتانہ اور دریائے راوی تک کا علاقہ فتح کر لیا تھا۔ (ملاحظہ ہو تاریخ گجرات مولانا ابوظفر ندوی ص۴۲)

تبلیغِ اسلام کا تیسرا ذریعہ!

مسلمان سیّاح

ہندوستان میں تبلیغ اسلام کے لئے مسلمان سیاحوں کی مساعی بھی بھلائی نہیں جاسکتیں۔ انہوں نے اِس امر میں خاص کوششیں کی ہیں اور اُن کی کوششوں کے بہت اچھے نتائج نکلے ہیں۔

جتنے مسلمان سیاح وقتاً فوقتاً یہاں وارد ہوتے رہے۔ تقریباً سب ہی نے تبلیغِ اسلام کو اپنا نصب العین بنائے رکھا اور اپنے اِس مذہبی فرض سے غافل نہیں رہے اسلامی سیاحوں کی یہ داستان جس قدر طویل ہے اُسی قدر دلچسپ بھی ہے مگر ہم یہاں نمونۃً ایک واقعہ نقل کرتے ہیں:-

تیسری صدی ہجری کے شروع میں ایک مسلم سیاح شیخ شریف ابن ملک لنکا جاتے ہوئے کدن کلور میں جہاز سے اُترا (اشاعتِ اسلام آرنلڈ صفحہ ۲۸۱) کدن کلور کا شہر کوچین کے قریب ملیبار کے جنوبی علاقہ میں ساحلِ بحر پر واقع اور سلطنت کا دارالخلافہ تھا۔ آجکل اسے کرنگا نور کہتے ہیں۔ (تاریخ ملیبار صفحہ ۲۵) یہاں کے راجہ کا نام عربی کے دو قدیم رسالوں میں سشکروتی فرامن اور سشکروتی فرمال لکھا ہے۔ یورپین مستشرقین چیرومن پیرومال بتاتے ہیں۔ (تاریخ ملیبار صفحہ ۲۴)

بوڑھے سیاح نے کدن کلور پہنچ کر راجہ سے ملنے کی درخواست کی۔ جو قبول ہوئی۔ اور راجہ مسلم سیاح سے مل کر اور اُس کی باتیں سُن کر بڑا خوش ہوا۔ شیخ شریف نے ایسی عمدگی اور قابلیت کے ساتھ راجہ کے سامنے اسلام پیش

کیا کہ چیرومن پیرومال اسی وقت مسلمان ہوگیا اور کہنے لگا "محترم شریف!
آپ سراندیپ جاکر قلۂ آدم کی زیارت سے مشرف ہوآیئے پھر میں آپ کے
ساتھ اپنے ہادی و مقتدیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار کی زیارت
کی غرض سے مدینہ چلوں گا۔"

شیخ شریف راجہ کے دربار سے اپنے مقصد میں کامیاب ہوکر لوٹے تو
نہایت خوش تھے۔ وہ فوراً سراندیپ چلے گئے۔ جب وہاں سے حسب وعدہ
واپس کدن کلور آئے تو راجہ کو سفر کے لئے بالکل تیار اور مزار پُرانوار حضور رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے بے تاب پایا۔ شیخ شریف کے آتے
ہی اُس نے فوراً تمام کاروبارِ سلطنت امیروں وزیروں کے سپرد کیا۔ اور
ایک سچے عاشق رسول کی طرح زیارت اور حج کے لئے چل پڑا۔ امپیریل گزیٹر
کے ایڈیٹروں کی تحقیقات کے بموجب ملیبار کا یہ سب سے پہلا مسلمان راجہ
۱۵ اگست ۸۲۵ء (۲۱۰ھ) کو بعزم سفر حجاز ساحل ملیبار سے روانہ
ہوا تھا۔ (تاریخ ملیبار ص۲۳)

اُس وقت کے سفر بڑے تکلیف دہ اور لمبے ہوتے تھے۔ جہاز پورے دو
برس میں ساحل عرب پر پہنچا۔ راجہ کا شوق ہنوز تازہ تھا۔ ساحل سے اُترتے
ہی فوراً حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوگیا اور وہاں سے مدینہ طیبہ کو۔

اِس کام میں بھی دو برس لگے اور اب راجہ نے واپسی کا ارادہ کیا۔ تاکہ
اپنی راجدھانی میں پہنچ کر خود تبلیغ اسلام میں مصروف ہو۔ جیسا پہلے اُسے
حج و زیارت کا شوق تھا ایسا ہی اب تبلیغ کا شوق اُسے ہر وقت بے چین رکھنے
لگا۔ اِس عرصہ میں اُس نے مدینہ طیبہ میں رہ کر اسلام کی تعلیم بھی حاصل کرلی تھی اور
ہر ایک بات سے واقف ہوگیا تھا۔

لیکن افسوس جب یہ راجہ اپنے دل میں تبلیغ اسلام کی ہزاروں آرزوئیں لئے ہوئے عرب کے ساحلی شہر ظفار میں پہنچا تو ایسا بیمار پڑا کہ پھر نہ اُٹھ سکا۔

موت کا وقت قریب دیکھ کر اُس نے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور کہنے لگا۔ "میری خواہش تھی کہ میں خود اسلام کا داعی بن کر اپنی سلطنت کے ایک ایک شہر اور قریے میں پھروں اور لوگوں کو دینِ حق کی دعوت دوں۔ ہر شہر میں سرکاری خرچ سے مسجدیں بنواؤں۔ یہاں تک کہ سارا مُلک کلمۂ توحید کی آواز سے گونج اُٹھے۔ مگر اب چونکہ میرا آخری وقت آ لگا ہے اس لئے میں وصیّت کرتا ہوں کہ تم میری راجدھانی میں جاؤ اور میرا یہ فرمان میرے وزیروں کو پہنچا دو۔ اس کے بعد سارے مُلک میں پھر کر تبلیغِ اسلام کرو۔ اور جہاں جاؤ وہاں ایک مسجد بناؤ۔ میری رُوح تمہیں مصروفِ کار دیکھ کر نہایت خوش ہوگی۔ جاؤ۔ خدا تمھاری مدد کرے۔ اور تم کامیاب ہو۔"

یہ وصیّت کرنے کے بعد راجہ کا انتقال ہوگیا۔ اور اُس کے ساتھی شیخ شریف، ملک ابن دینار اور ملک ابن حبیب اُس کے فرمان کو لیکر ۲۱۹ھ میں ساحلِ ملیبار پر اُترے۔ وزیرِ اعظم کو راجہ کی موت کی خبر سُنائی اور فرمان دیا۔ تمام مُلک میں راجہ کی موت کا نہایت ماتم کیا گیا اور نئے راجہ نے مسلمان سیّاحوں کو بڑی عزّت کے ساتھ اپنے پاس رکھا۔ متعدد باغات اور بہت سی زرعی زمین اُن کو معاش کے لئے دی۔ مکانات رہنے کے لئے عطا کئے۔ اور راجہ کی وصیّت کے مطابق کھُلی اجازت اُن کو تبلیغ کی دیدی۔ اور کہا۔ بے شک جہاں جہاں آپ جائیں اور مناسب سمجھیں مسجدیں بنائیں۔ کوئی

شخص آپ کو روک نہیں سکیگا۔"

چنانچہ پہلی مسجد خود راجدھانی کدن کلور میں بنی اور ملک ابن دینار اس کا متولی ہو کر یہیں رہ گیا۔

ملک ابن حبیب راجہ کی وصیت کی تعمیل کے لئے ملک کے دورہ پر روانہ ہو گیا۔ پہلے کولم (موجودہ نام کولن) میں آیا۔ اور یہاں مسجد تعمیر کر کے اپنے اہل و عیال کو یہیں چھوڑ کر شہر ہوبائی مرادی کو روانہ ہو گیا۔ وہاں سے بانگور۔ منجرور (موجودہ نام منگلور) اور کنجر کوٹ کے شہروں میں گیا۔ اور ہر جگہ تبلیغ کی اور مسجدیں بنائیں۔ پھر ہوبائی مرادی میں اپنے اہل و عیال کے پاس واپس آگیا۔ اور تین مہینے ٹھہر کر پھر اپنے کام پر روانہ ہو گیا۔ اب کے وہ زراستن (جرفتن) درمافتن (دہ فتن) فندریہ (فندرینا) اور شالیات (چالیات) کے شہروں میں گیا۔ اور وہاں تبلیغ کی۔ اور ہر ایک شہر میں ایک مسجد بھی تعمیر کی۔

لیکن مسجدوں کا بنانا بیکار تھا۔ جب تک کہ اُن کی حفاظت اور مرمت کا انتظام نہ ہو۔ اور یہ کام بغیر اوقاف کے نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے وہ راجدھانی میں آیا اور پانچ مہینے یہاں قیام کر کے اور راجہ سے مل کر سب باتوں کا انصرام کیا۔ اور پھر اس انتظام کی دیکھ بھال کے لئے دوبارہ سفر پر روانہ ہو گیا۔

جب یہ کام بھی ختم ہو لیا تو واپس کدن کلور میں چلا آیا۔

اب وہ نہایت خوش و خرم اور شاد کام تھا۔ اور اُس کا دل خدا کے شکر و احسان سے لبریز تھا۔ کیونکہ اُس کی اَن تھک سعی سے اسلام کا نور اُس سرزمین میں پھیل چکا تھا جہاں پہلے ایک بھی خدا کا نام لینے والا نہ تھا۔ (ملاحظہ ہو دعوتِ اسلام آرنلڈ صفحہ ۲۸۲/۲۸۳ تاریخ ملیبار صفحہ ۲۵/۲۶) +

(باقی آئندہ)

مصلح موعود کی پیشگوئی

ایک اہم اعتراض کا جواب

(از مولٰنا محمد نذیر صاحب فاضل لائل پوری لیکچرار جامعہ احمدیہ قادیان)

پچھلے دنوں مجھے جہلم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی دربارہ ظہورِ مصلح موعود پر ایک صاحب سے گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ اور اِن گفتگو میں مدمقابل کی طرف سے حسب ذیل اعتراض پیش ہوا۔ جس کا جواب افادۂ عام کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

اعتراض:- حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مصلح موعود کے متعلق جو الہام شائع فرمایا اس میں مصلح موعود کے متعلق یہ الفاظ ہیں کہ "وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا" اس کے بعد آپ کے ہاں تین لڑکے پیدا ہوئے کتاب انجام آتھم کی تصنیف کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک الہام ہوا جسے حضور نے انجام آتھم کے صفحہ ۱۸۲ میں یوں درج فرمایا ہے۔ بَشَّرَنِیْ رَبِّیْ بِرَابِعٍ رَحْمَةً وَقَالَ اِنَّہٗ یَجْعَلُ الثَّلَاثَةَ اَرْبَعَةً کہ خداتعالےٰ نے مجھے اپنی رحمت سے چوتھے لڑکے کے پیدا ہونیکی بشارت دی، اور فرمایا وہ تین کو چار کر دیگا۔ اس الہام سے ظاہر ہے کہ یہ مصلح موعود کے متعلق ہے کیونکہ تین کو چار کرنیوالا ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کے الہام میں مصلح موعود کو قرار دیا گیا ہے۔ انجام آتھم کا یہ الہام اس بات کی تعیین کر رہا ہے کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلے تین لڑکوں میں سے کوئی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ علم الٰہی میں وہ کوئی اور لڑکا ہے جو انجام آتھم کے اس الہام کے بعد

پیدا ہوگا۔ پس صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد اور اُن کے دونوں بھائیوں میں سے کوئی مصلح موعود نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ بر بنا انجام آتھم کے الہام سے پہلے پیدا ہوچکے تھے۔ اور انجام آتھم کا الہام مصلح موعود کی پیدائش کا آئندہ انتظار دلاتا ہے۔ انجام آتھم کے اِس الہام کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں صرف صاحبزادہ مرزا مبارک احمدؐ پیدا ہوئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اجتہاداً انہیں چوتھا لڑکا ہونے کی وجہ سے مصلح موعود گمان کیا۔ لیکن بالآخر صاحبزادہ مبارک احمدؐ کی وفات سے یہ امر کھُل گیا کہ وہ بھی مصلح موعود نہ تھے۔ اور انہیں مصلح موعود خیال کرنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اجتہادی غلطی تھی۔ چونکہ انجام آتھم کا الہام یہ تعیین کرتا ہے کہ پہلے تین لڑکوں میں سے کوئی مصلح موعود نہیں بلکہ مصلح موعود کا آئندہ انتظار دلاتا ہے۔ اور صاحبزادہ مبارک احمدؐ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی حقیقی بیٹا پیدا نہیں ہوا لہٰذا صاف کھُل گیا کہ یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی رُوحانی فرزند یعنی مرید سے تعلق رکھتا ہے، جو مصلح موعود بن کر تین کو چار کرنے والا تھا۔

الجواب:۔ اِس سوال کے جواب میں خاکسار نے بیان کیا:۔

(اوّل) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو جنوری ۱۹۴۴ء کو اللہ تعالےٰ نے الہاماً بتایا ہے کہ آپ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ فرزند موعود ہیں جسے آنحضور علیہ السلام کے الہام میں مسیحی نفس قرار دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مصلح موعود کے لئے حسبِ الہام مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء ضروری تھا کہ وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا صُلبی بیٹا ہوتا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اِس وحی میں فرمایا ہے:۔

"وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذُرّیت و نسل ہوگا۔"

اس الہام میں اس لڑکے کے مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت و نسل سے ہونیکے ذکر کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے ہو گا۔ کیونکہ ذریت و نسل کی تاویل تو مرید یا رُوحانی بیٹے سے ہو سکتی تھی مگر "تیرے ہی تخم" کے الفاظ نے بتا دیا ہے کہ وہ لڑکا رُوحانی فرزند ہونے کے علاوہ آپ سے جسمانی فرزندی کا رشتہ رکھنے والا بھی ہے۔ اور جسمانی رشتہ بھی کسی نسل بعید میں نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ وہ آپ کا حقیقی اور صُلبی بیٹا ہو نہ کہ آپ کے صُلبی بیٹوں میں سے کسی کا بیٹا۔ کیونکہ "تیرے ہی تخم" کے الفاظ حصریّہ تعیین کر رہے ہیں کہ وہ لڑکا حضورؑ ہی کا حقیقی فرزند ہے۔ اگر ذُرّیت و نسل کے الفاظ کے ساتھ "تیرے ہی تخم سے" کے الفاظ کے یہ معنے نہ لئے جائیں تو پھر اِن الفاظ کے بڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی اور کلام بلاغت سے گر جاتا ہے۔ کیونکہ بلاغتِ کلام کا تقاضا ہے کہ کلام میں الفاظ کی زیادتی معنوں کی زیادتی پر دلالت کرے۔ چونکہ نسل و ذُرّیت کے تاویلی معنے رُوحانی بیٹا بھی لئے جا سکتے تھے اس لئے اس تاویل کا دروازہ بند کرنے کے لئے خدا تعالےٰ نے "تیرے ہی تخم سے" کے الفاظ اپنی پاک وحی میں استعمال فرمائے۔ ورنہ یہ الفاظ زائد قرار دینے پڑیں گے اور الہام مرتبۂ بلاغت سے گر جائے گا۔

(دوم) اگر محض رُوحانی بیٹا ہی مُراد لیں تو اَب سوال یہ ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین بیٹوں کو چار کس طرح کرے گا۔ کیونکہ جب تک اس چوتھے رُوحانی فرزندی کے مُدعی کو پہلے تینوں سے کوئی نسبت نہ ہو اُسوقت تک وہ اپنے تئیں اِن تین کو چار کرنے والا قرار نہیں دے سکتا۔ جس مُدعی کو اِس بحث میں سوال کنندہ صاحب پیش کر رہے ہیں اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جسمانی رشتہ تو کوئی ہے نہیں کہ وہ آپ کے تین

جسمانی بیٹوں کو چار کرنے والا قرار پاسکے۔ نیز وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موجودہ تین بیٹوں سے روحانی رشتہ بھی نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہ ان تینوں بیٹوں کو معاذ اللہ ظلمانی قرار دیتا ہے۔ کیونکہ یہ تینوں بیٹے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کے مصلح موعود ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ پس جب تک سائل کا پیش کردہ مدعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلے تین بیٹوں سے کوئی جسمانی یا روحانی نسبت ثابت نہ کرلے وہ کسی طرح بھی اپنے تئیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان تین بیٹوں کو چار کرنے والا قرار دینے میں معقول بات پیش کرنے والا قرار نہیں پا سکتا۔

(سوم) تحقیقی جواب یہ ہے کہ انجام آتھم کا یہ الہام اِنَّهٗ يَجْعَلُ الثَّلَاثَةَ اَرْبَعَةً یعنی یہ کہ وہ تین کو چار کر دے گا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مصلح موعود کے متعلق نہ تھا۔ بلکہ یہ الہام صرف اور صرف صاحبزادہ مبارک احمد کے متعلق تھا۔ چنانچہ صاحبزادہ مبارک احمدؓ کی پیدائش نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین فرزندوں کو چار کرکے اس پیشگوئی کو پورا کر دیا۔ پس اِس پیشگوئی کا مصلح موعود سے ہرگز کوئی تعلق نہیں۔ اب اگر سوال کنندہ کا یہ نظریہ مان لیا جائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاحبزادہ مبارک احمد کو اجتہاداً مصلح موعود گمان کیا تھا، تو پھر اِس امر کو اجتہادی غلطی پر محمول کرنا پڑیگا جیسا کہ سوال کنندہ خود بھی صاحبزادہ مبارک احمدؓ کو مصلح موعود گمان کرنے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اجتہاد کو غلط قرار دیتا ہے۔ پس اِس امر کو حضورؑ کی اجتہادی غلطی قرار دینے میں ہم اور وہ مساوی ہوں گے۔ ہاں ہمارے نزدیک اجتہادی غلطی صرف اِس امر میں ہوگی کہ حضورؑ نے الہام اِنَّهٗ يَجْعَلُ الثَّلَاثَةَ اَرْبَعَةً مندرجہ انجام آتھم کو جس کا مصلح موعود سے کوئی تعلق

نہ تھا۔ ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" کا تکرار سمجھنے میں اجتہادی غلطی کی۔ حالانکہ یہ الہام اس الہام کا حقیقی تکرار نہ تھا۔ بلکہ حقیقی طور پر یہ ایک اور الہام کا تکرار تھا۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مصلح موعود والے الہام سے جو ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کو ہوا تین سال پہلے یعنی ۱۸۸۳ء میں ایک اور الہام ہوا تھا کہ "تین کو چار کرنے والا مبارک" اور الہام اِنَّہٗ یَجْعَلُ الثَّلَاثَۃَ اَرْبَعَۃً مندرجہ انجام آتھم اِس ۱۸۸۳ء والے الہام کا تکرار ہے۔ ۱۸۸۶ء والے الہام میں مصلح موعود کی پیشگوئی کے لئے کوئی اشارہ نہ تھا۔ بلکہ یہ الہام آپ کے ہاں چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی مشترک خبر دیتا تھا۔ اور اِس الہام میں خدا تعالےٰ نے چوتھے لڑکے کا نام مبارک بھی بتایا تھا۔ اور اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین بیٹوں کو چار کر دینے والا ٹھہرایا تھا۔ پس انجام آتھم میں اِسی الہام ۱۸۸۳ء کا تکرار ہے' نہ کہ مصلح موعود والی پیشگوئی کے ان الفاظ کا تکرار کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا"۔ کیونکہ مبارک احمدؑ نے اور رنگ میں تین کو چار کرنا تھا اور مصلح موعود نے اور رنگ میں۔ مگر چونکہ پیشگوئیوں میں اخفاء بھی ہوتا ہے اور بعض اوقات ابتلاء کا پہلو بھی مدنظر ہوتا ہے۔ اس لئے اِن ملتے جلتے فقروں سے خدا تعالیٰ کو دراصل جماعت کا امتحان مطلوب تھا۔

پس سوال کنندہ کے نظریہ کو درست فرض کرنے کی صورت میں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مبارک احمدؑ کو مصلح موعود گمان کیا تھا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِن ہر سہ الہامات کو مصلح موعود کے متعلق قرار دینے میں اجتہادی غلطی کی۔ ورنہ دراصل ان میں سے صرف ایک

الہام "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" کا مصلح موعود سے براہِ راست تعلق تھا۔ اور الہام ۱۸۸۳ء "تین کو چار کرنے والا مبارک" میں مشترک طور پر چار لڑکوں کی بشارت دی گئی تھی اور چوتھے کا نام مبارک بتایا گیا تھا۔ مگر مصلح موعود کی پیشگوئی کی طرف اس میں اشارہ نہ تھا۔ کیونکہ یہ الہام مصلح موعود والی پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے الہام سے تین سال پہلے کا ہے (ملاحظہ ہو نزول المسیح صفحہ ۱۹۶) اسی طرح الہام اِنَّهٗ يَجْعَلُ الثَّلَاثَةَ اَرْبَعَةً مندرجہ انجام آتھم میں اس ۱۸۸۳ء والے الہام کا بھی تکرار ہے اور اس کا بھی مصلح موعود کی پیشگوئی سے کوئی تعلق نہیں۔ پس ۱۸۸۳ء والے الہام اور انجام آتھم والے الہام اِنَّهٗ يَجْعَلُ الثَّلَاثَةَ اَرْبَعَةً کی پیشگوئی یقینی طور پر صاحبزادہ مبارک احمدؑ کے وجود سے پوری ہوگئی ہے۔

اگر میرے اس بیان کو درست نہ قرار دیا جائے یعنی الہام اِنَّهٗ يَجْعَلُ الثَّلَاثَةَ اَرْبَعَةً مندرجہ انجام آتھم کو ۱۸۸۳ء کے الہام "تین کو چار کرنے والا مبارک" کا تکرار نہ سمجھا جائے جس کا مصلح موعود سے کوئی براہِ راست تعلق نہیں بلکہ ان ہر دو الہامات کو بھی مصلح موعود کے متعلق قرار دیا جائے تو پھر میاں مبارک احمدؑ کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں سوال کنندہ کے نظریہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی پیشگوئی باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ جب یہ سب کی سب پیشگوئیاں مصلح موعود کے لئے فرض کرلی جائیں تو مبارک احمدؑ جس نے وفات پاکر ثابت کردیا کہ وہ مصلح موعود نہ تھا ان پیشگوئیوں میں سے کسی کا بھی مصداق نہیں رہتا۔ اور یہ بات اللہ تعالےٰ کے اس طریق کے صریح خلاف ہے جو اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے لئے اختیار کیا ہے جو طریق پیشگوئی کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے متعلق اختیار کیا ہے اس کا تقاضا

یہی ہے کہ انجام آتھم والے الہام کو ۱۸۸۶ء والے الہام کا تکرار سمجھا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک ثابت ہوتا ہے کہ پہلے ۱۸۸۶ء میں اس نے آپ کو "تین کو چار کرنے والا مبارک" کے الہام میں چار لڑکوں کے متعلق مشترک خبر دی۔ پھر خدا تعالیٰ نے اس کے بعد یہ طریق اختیار فرمایا کہ ان چار لڑکوں کی پیدائش کے متعلق ہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے الگ بھی پیشگوئی فرمائی۔

(۱) چنانچہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش کا زمانہ جب قریب آرہا تھا تو خدا تعالیٰ نے آپ کو قریب مدت میں ایک لڑکا پیدا ہونے کی خبر دی اور اس کا نام محمود احمد بتایا اور اس کے متعلق کہا کہ وہ اپنے کاموں میں اولو العزم نکلے گا۔ یہ پیشگوئی حضور نے ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں شائع کی۔ اور پھر سبز اشتہار میں بھی اسے دوبارہ شائع کیا۔ چنانچہ اس کے مطابق حضرت امیر المؤمنین ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے۔

(۲) پھر اللہ تعالیٰ نے حضور کے دوسرے صاحبزادہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے متعلق ان کی پیدائش سے پہلے دسمبر ۱۸۹۲ء میں خبر دی۔ چنانچہ یہ پیشگوئی حضور نے آئینہ کمالات اسلام کے ص۲۶۶ پر شائع فرمائی اور اس کے مطابق ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو صاحبزادہ صاحب موصوف پیدا ہوئے۔

(۳) پھر اس کے بعد تیسرے صاحبزادہ حضرت میاں شریف احمد صاحب کی پیدائش سے پہلے الہام ہوا جسے حضور نے رسالہ انوار الاسلام ص۳۹ میں درج فرمایا جو ۱۸۹۴ء میں شائع ہوا۔ اس کے مطابق صاحبزادہ صاحب موصوف ۲۴ر جون ۱۸۹۵ء کو پیدا ہوئے۔

(۴) اب چوتھے لڑکے کی باری آئی تو میاں مبارک احمد صاحب کی پیدائش سے

پہلے ۱۴ر ستمبر ۱۸۹۶ء کو حضور کو چوتھے لڑکے کے متعلق الہام ہوا اور اللہ تعالیٰ نے چوتھے لڑکے کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔ اِنَّہٗ یَجْعَلُ الثَّلَاثَۃَ اَرْبَعَۃً۔ کہ وہ تین کو چار کر دے گا۔ گویا اس میں بشارت تھی کہ آپ کے پہلے تین لڑکے زندہ ہوں گے کہ یہ چوتھا پیدا ہو جائے گا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ۱۴ر جون ۱۸۹۹ء کو میاں مبارک احمد صاحب پیدا ہوئے اور یہ پیشگوئی بھی نہایت صفائی سے پوری ہو گئی کیونکہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین لڑکوں کو ایک رنگ میں چار کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ۱۸۸۳ء میں آپ کو چار لڑکوں کی مشترک خبر الہام "تین کو چار کرنے والا مبارک" میں دی اور اس کے بعد ان میں سے ہر لڑکے کی پیدائش سے کچھ مدت پہلے پھر دوبارہ اس کے متعلق الہام فرمایا۔ پس جب تین لڑکوں کے متعلق یہ طریق مسلّم بین الفریقین ہے تو چوتھے کے متعلق بھی کیوں نہ تسلیم کیا جائے کہ الہام اِنَّہٗ یَجْعَلُ الثَّلَاثَۃَ اَرْبَعَۃً میں اسی کی پیدائش کی خبر دی گئی ہے۔ اور اس الہام کا مصلح موعود سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ جس طرح پہلے تین لڑکوں کے متعلق الگ الگ الہامات میں اس ۱۸۸۳ء والے الہام کے ایک حصہ کا تکرار رہا ہے اسی طرح انجام آتھم والا الہام بھی اسی ۱۸۸۳ء کے الہام کا تکرار ہے۔ ورنہ جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں اگر ان سب پیشگوئیوں کو مصلح موعود کے متعلق ہی سمجھا جائے تو پھر میاں مبارک احمد صاحب کے متعلق کوئی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں نہیں رہتی۔ حالانکہ یہ امر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خدا کے سابقہ طریق کے خلاف ہو گا۔ پس حق بات یہی ہے کہ انجام آتھم والی پیشگوئی دراصل ۱۸۸۳ء والی پیشگوئی کا تکرار ہے۔ اور ان دونوں پیشگوئیوں میں مصلح موعود کی پیشگوئی کی طرف کوئی اشارہ نہیں۔ بلکہ مصلح موعود کے متعلق پیشگوئی سب سے پہلے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء

کے الہام میں ہوئی ہے۔

پھر الہام الٰہی میں یہ خبر دی گئی ہے کہ مصلح موعود بشیر اوّل کے پیدا ہونے کے بعد بلا توقف پیدا ہونے والا لڑکا ہے۔ چنانچہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے الہام میں جس میں مصلح موعود کے متعلق پیشگوئی ہے بشیر اوّل کے متعلق پیشگوئی کے اِن الفاظ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے" سے متصل مصلح موعود کے متعلق پیشگوئی اِن الفاظ میں شروع ہوتی ہے "اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا" یہ "فضل" نام مصلح موعود کا نام ہے (ملاحظہ ہو سبز اشتہار) اس فضل نامی لڑکے کے متعلق خدا تعالےٰ بتا رہا ہے کہ وہ بشیر اوّل کے ساتھ ہوگا۔ یعنی بشیر اوّل کی پیدائش اور اس لڑکے کی پیدائش کے درمیانی زمانہ میں کوئی اور لڑکا اور لڑکی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں پیدا نہیں ہوں گے۔ پس الہام الٰہی کے یہ الفاظ تعیین کر رہے ہیں کہ مصلح موعود کو بشیر اوّل کے بعد پیدا ہونے والا دوسرا فرزند ہونا چاہیئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سبز اشتہار میں مصلح موعود کا ایک نام بشیر ثانی بھی بتایا ہے۔ اور بشیر ثانی وہی ہو سکتا ہے جو بشیر اوّل کے بعد بشارتِ الٰہی کے ماتحت پیدا ہو۔ چنانچہ بشیر اوّل کے بعد بلا توقف پیدا ہونے والے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ پس یہ الہام آپ کے مصلح موعود ہونے کی تعیین کرتا ہے۔

علاوہ ازیں مصلح موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا گیا تھا کہ وہ نو سال کے اندر پیدا ہوگا (ملاحظہ ہو اشتہار واجب الاظہار) پس جب ۹ سال کے اندر پیدا ہونے والا ہی بموجب وعدۂ الٰہی مصلح موعود تھا تو پھر میاں مبارک احمد کی پیدائش سے پہلے ۱۸۹۶ء کو جو الہام إِنَّهُ يَجْعَلُ الثَّلَاثَةَ أَرْبَعَةً ہوا، اس کا مصلح موعود سے علمِ الٰہی میں کیا تعلق ہو سکتا تھا۔ کیونکہ ۹ سالہ میعاد تو ۱۹ فروری ۱۸۹۵ء

میں پوری ہو جاتی تھی۔ اور یہ پیشگوئی اِنَّہٗ یَجْعَلُ الثَّلَاثَۃَ اَرْبَعَۃً والی تو اس میعاد سے باہر کی گئی ہے۔ پھر جب میاں مبارک احمد ۱۸۹۹ء میں اس نو سالہ میعاد کے بہت بعد پیدا ہوئے تو ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیسے مصلح موعود گمان کر سکتے تھے۔ ہاں اگر سائل کے نظریہ کو مان لیا جائے کہ آپ نے اسے مصلح موعود گمان کیا تو پھر تسلیم کرنا پڑیگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اوپر کی سب پیشگوئیوں کی طرف سے ذھول ہو گیا۔ جو مصلح موعود کی پیدائش کو بشیر اول کے بعد بلا توقف بتاتی تھیں اور اسکا پیدا ہونا ۹ سال کے اندر معین کرتی تھیں۔

ہاں اس نظریہ کے خلاف اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میاں مبارک احمد کو مصلح موعود گمان نہیں کیا۔ کیونکہ کسی جگہ آپ نے اسے مصلح موعود نہیں لکھا اور نہ ہی بشیر ثانی قرار دیا۔ تو اس صورت میں ان پیشگوئیوں کی طرف سے ذھول بھی نہیں ماننا پڑتا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اجتہاد میں بھی وہ غلطی تسلیم نہیں کرنی پڑتی جو سوال کنندہ کے نظریہ کے مطابق ماننی پڑتی ہے۔

ہاں ایک سوال اس صورت میں حل طلب رہ جاتا ہے کہ اگر یہ دوسرا نظریہ درست سمجھا جائے تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تریاق القلوب میں میاں مبارک احمد کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے الہام تین کو چار کرنے والے کا مصداق کیوں قرار دیا؟

سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اس فقرہ کو ذوالوجوہ اور ذوالمعانی سمجھنے کی وجہ سے ایک پہلو کے لحاظ سے آپ نے میاں مبارک احمد صاحب کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔ ورنہ مصلح موعود ایک اور رنگ میں اس کا مصداق بننے والا تھا۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے قرآن مجید کی آیت اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ کو ازالہ اوہام میں حضور نے علماء زمانہ کے لئے قرار دیا ہے اور نزول المسیح میں طاعون کے جراثیم کے متعلق۔ اب یہ دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ درست

ہیں کیونکہ آیت ذوالوجوہ اور ذوالمعانی ہے۔ اسی طرح "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" کے الہام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذوالوجوہ اور ذوالمعانی ہونے کی وجہ سے میاں مبارک احمد پر چسپاں کیا ہے۔ اور اسی بناء پر اسے ۱۸۸۶ء والے الہام کا اعادہ سمجھا ہے۔ چنانچہ اس نظریہ کی صحت پر یہ امر بھی دلیل ہے کہ مبارک احمد کے نام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو الہامی شہادت پیش کی ہے وہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے الہامی فقرہ "مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے" کے فقرہ سے پیش کی ہے۔ (ملاحظہ ہو تریاق القلوب) حالانکہ اس سے پہلے ۱۸۸۸ء میں حضور الہامی تفہیم کے ماتحت "مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے" کے فقرہ کو بشیر اول متوفیٰ کے متعلق قرار دے چکے تھے۔ پس جس طرح یہ الفاظ ذوالوجوہ ہونے کی وجہ سے بشیر اول اور مبارک احمد دونوں لڑکوں پر چسپاں کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے الہام "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" کے الفاظ کو ذوالوجوہ سمجھنے کی وجہ سے مبارک احمد کے متعلق قرار دیا گیا ہے۔ یعنی مبارک احمد کو چوتھا بیٹا ہونے کے لحاظ سے ان الفاظ کا مصداق قرار دیا ہے۔ مگر مصلح موعود اور رنگ میں ان الفاظ کا مصداق بننے والا تھا۔ چنانچہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ یہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہو چکی ہے۔ کیونکہ آپ کے زمانۂ خلافت میں حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحبؓ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جسمانی فرزندی کے علاوہ روحانی فرزندی کو بھی اختیار کیا۔ گویا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین روحانی فرزندوں کو جو حضورؑ سے جسمانی رشتۂ فرزندی بھی رکھتے تھے حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

روحانی فرزندی میں قبول کر کے تین کو چار کر دیا ہے۔

اب یہ مضمون لکھتے ہوئے جب میں نے کتاب انجام آتھم کھولی تو میری توجہ سوال کنندہ کے سوال کے ایک اور لطیف جواب کی طرف بھی پھر گئی۔ چنانچہ وہ جواب یہ ہے کہ الہام اِنَّهٗ یَجْعَلُ الثَّلَاثَةَ اَرْبَعَةً کو انجام آتھم ص۱۵ میں درج کرنے کے بعد آگے چل کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ص۱۸۳ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"فتحرك فی صلبی روح الرابع بعالم المکاشفة فنادٰی اخوانه فقال بینی و بینکم میعاد یوم من الحضرۃ۔"

کہ پھر عالم کشف میں میری پشت میں اس چوتھے لڑکے کی رُوح حرکت میں آئی تو اس نے اپنے بھائیوں کو آواز دی کہ میرے اور تمہارے درمیان خدا تعالیٰ کی جناب سے ایک یوم کی میعاد ہے۔

اس جگہ تحرك فی صلبی روح الرابع کے الفاظ اس بات پر نص صریح ہیں کہ انجام آتھم کی پیشگوئی اِنَّهٗ یَجْعَلُ الثَّلَاثَةَ اَرْبَعَةً کا تعلق محض میاں مبارک احمد صاحب سے تھا۔ ورنہ اگر اس کو مصلح موعود کے متعلق مانا جائے جیسا کہ سوال کنندہ کا خیال ہے تو مصلح موعود کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صُلبی فرزند ہو۔ حالانکہ سائل کے خیال میں محض روحانی فرزند ہونا چاہیئے۔ مگر محض روحانی فرزند تو اس جگہ ہرگز مُراد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کسی محض روحانی بیٹے کی رُوح کا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جسمانی فرزندی کا رشتہ بھی نہ رکھتا ہو، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صُلب میں حرکت میں آنا غیر معقول بات ہے محض رُوحانی فرزند کا تعلق تو قلب سے ہوتا ہے نہ کہ صُلب سے۔ کیونکہ روحانیت کا مرکز قلب ہے نہ کہ صُلب ✦

وصیتیں

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

نمبر ۹۸۶۸: منکہ عبدالقدیر ولد چوہدری سردار خان صاحب قوم جٹ چیمہ پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالبرکات۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۸/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ کیونکہ میرے والد صاحب زندہ ہیں۔ میرے پاس اس وقت ۔/۱۰۵ روپے امانت تحریک جدید میں جمع ہیں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت ماہوار آمد ۔/۵۴ روپے ماہوار ہے اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا مرنے پر ثابت ہو۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد۔ عبدالقدیر موصی کارکن احمدیہ سنڈیکیٹ قادیان۔ گواہ شد۔ ملک فتح محمد دارالبرکات۔ گواہ شد۔ علی محمد صحابی و موصی انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۹۸۴۱: منکہ خادم حسین ولد محمد رمضان صاحب۔ قوم گانجری پیشہ ملازمت۔ عمر ۴۰ سال بیعت ۲۸ دسمبر ۱۹۴۳ء ساکن بلوٹی اکھانہ مٹھہ ٹوانہ ضلع سرگودھا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۰/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میں اس وقت ۔/۱۰ روپے ماہوار پر ملازم ہوں۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں یا مرنے پر ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ خادم حسین موصی ساکن بلو سرگودھا۔ گواہ شد۔ سید مبارک احمد بابہ الانوار۔ گواہ شد۔ محمد خاں یارٹی پورہ۔

نمبر ۹۸۳۹: منکہ حفیظ احمد ولد چوہدری عبدالمالک صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی۔ ساکن چک ۱۲۴/R.B بہلولپور ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۱۲/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے نام اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ میری آمد ۔/۱۴۵ روپے ماہوار تنخواہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ حفیظ احمد بقلم خود سب انسپکٹر پولیس انچارج تھانہ نولکھا لاہور۔ گواہ شد۔ عبدالمالک بحروف انگریزی والد موصی۔ گواہ شد۔ محمد اسلم ساکن چوہدری ماموں موصی۔

نمبر ۹۸۳۶: منکہ محمد خان ملک

ولد ملک بہادر خاں صاحب قوم اعوان۔ پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن خوشاب ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے جو مبلغ -/۱۲۰ روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میری جائیداد جو وقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ محمد خاں ملک آڈیٹر لوکل آڈٹ آفس دہلی فورٹ۔ گواہ شد:۔ نصر اللہ خاں احمدی ایس وی ٹیچر ڈی بی ہائی سکول ہڈالی سرگودھا۔ گواہ شد:۔ عبدالکریم اختر محلہ امیر انوالہ +

نمبر ۹۸۸۵:۔ منکہ لطف الرحمٰن ولد چوہدری عبدالرحمٰن صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن اوجلہ حال فیروزپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۱۲/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے جو کہ -/۷۱ روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جو جائیداد میری ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ لطف الرحمٰن موصی۔ گواہ شد:۔ محمد اسمٰعیل معتبر۔ گواہ شد:۔ شبیر احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ +

نمبر ۹۸۸۲:۔ منکہ فتح محمد ولد گوہر علی صاحب قوم راجپوت بھٹی۔ پیشہ ریٹائرڈ ٹیچر عمر ۶۵ سال۔ بیعت دسمبر [illegible]ء ساکن تاجپورہ متصل مصری شاہ لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱۲/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ ایک مکان بلا شراکت غیرے قیمتی -/۷۰۰۔ دو مکان خام واقع موضع اوان دہانیوالہ ڈاکخانہ جلو ضلع لاہور بلا شراکت غیرے قیمتی -/۵۰۰ روپے۔ دس کنال اراضی مزروعہ بارانی سیلاب جس میں سے ۵ کنال اس وقت دریا برد ہے۔ موجودہ قیمت ہر دو یعنی دس کنال زمین تقریباً -/۶۰۰۔ اس میں سے میرا حصہ تہائی ہے۔ میرے حصہ کی قیمت دو صد روپیہ۔ میں ریٹائرڈ مدرس ہوں لیکن آجکل عارضی طور پر بھیرہ ۳۱/۳/۴۷ تک کام کر رہا ہوں۔ -/۶۵ روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ اس کے بعد میرا معمولی پیشہ طبابت ہوگا۔ میں اپنی مندرجہ بالا کل جائیداد اور ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور جائیداد میرے مرنے کے بعد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ فتح محمد موصی بقلم گواہ شد:۔ محمد شریف بی۔اے پسر موصی۔ گواہ شد:۔ حکیم سراج دین۔ گواہ شد:۔ مرزا مولا بخش +

نمبر ۹۹۰۲:۔ منکہ نعمت علی ولد محبوب خان صاحب قوم راجپوت پیشہ زمینداری عمر ۶۵ سال۔ بیعت ۱۹۳۶ء ساکن سڑدنہ ڈاکخانہ خاص ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ

آج بتاریخ ۱۹۴۷-۳-۲۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ اراضی ملکیتی تعدادی ۲۳ کنال واقع موضع سٹرو عہ بلاشراکت غیری۔ اراضی مرہونہ -/۲۱۰۰ روپیہ۔ دو مکانات خورد پختہ اور دو کچے ہیں۔ مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کرتا ہوں اگر زیر رہن مذکورہ بالا کسی جائیداد اور شکل یعنی بیع کی صورت وغیرہ اختیار کرلے تو زیر رہن اس صورت میں منتقل ہو جائیگا۔ نیز میرے مرنے کے بعد جو جائیداد اس کے علاوہ کوئی ثابت ہوگی تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: نعمت علی نشان انگوٹھا گواہ شد: چھجو خاں امیر جماعت احمدیہ۔ گواہ شد: عبدالحکیم محاسب انجمن احمدیہ۔ گواہ شد: ... رشید محمد انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۹۸۹۶ :- منکہ شیخ محمد صدیق ولد حاجی سلطان محمود صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۴۴ سال بیعت ۱۹۲۰ء ساکن کلکتہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۴۷-۳-۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ ہماری دکان کا حساب کلکتہ کے فساد میں جل گیا ہے۔ واپس جاکر تمام حساب کتاب کرکے وہاں سے اپنی جائیداد منقولہ کے متعلق اطلاع دوں گا۔ جائیداد غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ ۱۔ کلکتہ میں ہمارے تین مکان ہیں۔ چوتھا تیار ہو رہا ہے۔ اس جائیداد میں سے ایک مکان میں میرے چھوٹے بھائی محمد یوسف صاحب اور میری بیوی اور اہلیہ صاحبہ بھائی محمد یوسف صاحب شریک ہیں۔ ۲۔ دارالانوار میں ۶ کنال اراضی ہے اس میں بھی میرے بھائی صاحب شریک ہیں۔ ۳۔ ایک مکان سہ منزلہ واقع چنیوٹ محلہ راجن پور میں ۷ مرلہ زمین پر بنا ہوا ہے۔ یہ مکان میری واحد ملکیت ہے۔ ۴۔ قادیان میں اڑھائی کنال زمین محلہ دارالبرکات میں قطعہ ۱۰۱ و ۱۴۲ و ۱۴۶ اور دارالاحسان میں ایک کنال زمین اور دارالسعۃ میں قریباً پونے چار کنال زمین اور دارالشکر میں قریباً دو کنال ہے۔ یہ سب جائیداد میری واحد ملکیت ہے۔ میں اس تمام جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اس جائیداد میں سے کچھ زمین اپنے لڑکوں کے نام وقف کرنا چاہتا ہوں جس کی بعد میں اطلاع دوں گا۔ اپنی زندگی میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میں اپنی ماہوار آمد کا بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ العبد: محمد صدیق بقلم خود موصی۔ گواہ شد: فضل الٰہی محرر تنقید۔ گواہ شد: رسول بخش محتسب۔

نمبر ۹۹۱۰ :- منکہ حاکم بی بی زوجہ عنایت اللہ صاحب قوم ارائیں عمر ۴۵ سال

ساکن درگانوالی ڈاکخانہ رسول پور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ
۱/۴۷/۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر بذمہ خاوند -/۳۲۔ مبلغ
یکصد روپیہ نقد۔ کل جائیداد -/۱۳۲ روپے۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں اور نہ کوئی زیور
ہے۔ میں اپنی جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد میرے
مرنے پر ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ حاکم بی بی نشان انگوٹھا موصیہ۔
گواہ شد۔ عنایت اللہ خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ محمد الدین انور معلم نصرت گرلز سکول قادیان ٭
نمبر ۹۹۱۲:۔ منکہ ولی محمد ولد حشمت علی صاحب قوم بجوھر پیشہ زمینداری عمر ۳۲ سال بیعت
دسمبر ۱۹۴۰ء ساکن سہنگیوٹ دکالا بن کوٹلی ڈاکخانہ راجوری ضلع ریاسی صوبہ جموں بقائمی ہوش و
حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۴۶/ ۲۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری حسب ذیل جائیداد ہے
زمین ۲۰ کنال قیمتی -/۲۰۰۔ مکان ایک کمرہ قیمتی -/۵۰ روپے۔ بیل نو عمر ایک -/۲۰۔ گائے ایک -/۲۰۔ گھراٹ
۱/۲ حصہ ۹/۱۰/۵۳ مشین سلائی ایک -/۹۰ روپے۔ میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا
ہوں۔ اگر میری وفات پر اس جائیداد کے علاوہ کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت
حاوی ہوگی۔ العبد:۔ ولی محمد موصی۔ گواہ شد:۔ بشیر احمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چارکوٹ۔
گواہ شد:۔ عبدالکریم ولد عطا محمد چارکوٹ ٭ **نمبر ۹۹۱۶**:۔ منکہ زبیدہ خاتون زوجہ ملک
نصیر احمد صاحب قوم قریشی عمر ۲۵ سال بیعت ۱۹۲۱ء ساکن قادیان محلہ دارالفضل فرحت افزا
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۴۷/ ۱۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ
جائیداد حسب ذیل ہے۔ میرا حق مہر دو ہزار روپیہ بذمہ خاوند ہے۔ زیورات طلائی ۸ ۱/۲ تولہ اور
زیورات نقرئی ۳۰ تولہ۔ اس تمام جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان
کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا مرنے پر ثابت ہو تو اس پر بھی یہ
وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ:۔ زبیدہ خاتون موصیہ۔ گواہ شد:۔ علی محمد صحابی و موصی انسپکٹر
وصایا۔ گواہ شد:۔ ودھاوے خان صحابی و موصی دارالفضل ٭ **نمبر ۹۹۱۹**:۔ منکہ عبدالعزیز
ولد بابو عزیز دین صاحب مرحوم قوم راجپوت پیدائشی احمدی عمر ۲۳ سال پیشہ تجارت حال مقیم لنڈن
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم مئی ۱۹۴۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
میں اس وقت تین مکان پندرہ سو پونڈ پر ایک کمپنی سے خرید رہا ہوں۔ جس میں سے -/۵۰۰ پونڈ
ادا کر چکا ہوں باقی ہزار پونڈ مکانوں کی آمد سے کمپنی تقریباً پندرہ سال میں وصول کرے گی۔ اس عرصہ

کے بعد ایک مکان پر مجھے مستقل ملکیت کا حق ہوگا۔ اور دوسرے دو مکانوں پر ۳۰ سال کے لئے ملکیت کا حق حاصل ہوگا۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں۔ میری ماہوار آمد اس وقت بیس پونڈ ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ آئندہ جو جائیداد پیدا کرونگا اس کی اطلاع دیتا رہوں گا۔ اور میرے مرنے کے بعد جس قدر جائیداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: عبد العزیز لنڈن۔ گواہ شد: جلال الدین شمس۔ گواہ شد: مشتاق احمد باجوہ مسجد لنڈن

نمبر ۹۹۲۳ منکہ محمد اشرف بھیروی ولد سراجدین قوم اوان عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ جو جائیداد پیدا ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کے ادا کرنے کا عہد کرتا ہوں۔ اس وقت میرا گذارہ ۳۰/- روپے ماہوار آمد پر ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور میری آمدنی میں جو کمی بیشی ہوگی اس کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ نیز اگر میرے مرنے پر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ محمد اشرف بھیروی واقفِ زندگی قادیان۔ گواہ شد:۔ مرزا محمد یعقوب صدر حلقہ مسجد مبارک گواہ شد:۔ عبد الحمید آصف کارکن تحریک جدید قادیان

نمبر ۹۹۰۹ منکہ امۃ السلام زوجہ عبد الغنی صاحب قوم سادات عمر ۴۰ سال۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن لاہور۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر اس کے علاوہ کوئی جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے پر ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ خسرہ ۱۱۵۹ و ۱۱۶۶ کا ۱/۳ حصہ واقعہ لبِ سڑک بھینی قادیان جو میرے خاوند نے بطور حق مہر دی ہوئی ہے۔ دوسرے بیس روپے ماہوار جو میرے خاوند کی طرف سے جیب خرچ کے طور پر مجھے ملتے ہیں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ الامۃ:۔ امۃ السلام موصیہ گواہ شد:۔ ایم عبد الغنی ڈی۔ ای۔ ایف۔ او۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے راولپنڈی خاوند موصیہ گواہ شد:۔ سعید احمد خاں سیکرٹری وصایا راولپنڈی۔ گواہ شد:۔ رحمت علی مسلم کلرک راولپنڈی

نمبر ۹۹۲۵ منکہ منشی خاں ولد چوہدری مہر دین صاحب قوم راجپوت سلہریا پیشہ ملازمت عمر ۴۰ سال بیعت دسمبر ۱۹۲۹ء ساکن ملا ڈاکخانہ جنڈیالہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس

بلاجبرو اکراہ آج بتاریخ ۲۰ ۱/۱۳۲۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ چار گھماؤں زرعی اراضی قسم چاہی اور ایک گھماؤں زرعی اراضی قسم بارانی قیمتی -/۸۰۰۰ روپیہ جو ہم دو بھائیوں میں بحصہ برابر مشترک ہے۔ مَیں اس کے دسویں حصّہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت مع گرانی الاؤنس -/۲۷/۸ ہے۔ مَیں اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصّہ باقاعدہ ہر ماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میری وفات پر جس قدر میری جائیداد ثابت ہو اس کے دسویں حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: منشی خاں موصی جاپانی والہ اسٹیشن ننکانہ۔ گواہ شد:۔ محمد شفیع سیکرٹری مال ننکانہ۔ گواہ شد:۔ فیض احمد انسپکٹر بیت المال +

نمبر ۹۹۲۷:۔ منکہ مبارکہ بیگم زوجہ مولوی غلام احمد صاحب فرخ قوم ککے زئی عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن دارالرحمت قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۱۶ ۱/۴۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری حسب ذیل جائیداد ہے۔ چوڑیاں طلائی پونے تین تولے۔ کلپ طلائی یکتولہ۔ کانٹے وسوئی طلائی ۲ انگوٹھی طلائی یکتولہ۔ اس کے علاوہ تین صد روپیہ مہر ہے جو بذمہ خاوند ہے۔ مَیں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری وفات پر اگر کوئی میری جائیداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ:۔ مبارکہ بیگم موصیہ۔ گواہ شد:۔ غلام احمد فرخ مبلغ خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ عطاء محمد صدر دارالبرکات شرقی قادیان +

نمبر ۹۹۲۶:۔ منکہ محمد فضل کریم ولد جھنڈے خاں صاحب قوم افغان پیشہ تجارت۔ عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۲۰ء ساکن بقہ غلام نبی ڈاکخانہ ڈیری والہ داردغیاں ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبرو اکراہ آج بتاریخ ۱۲ ۱/۱۳۲۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت مندرجہ ذیل جائیداد ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جائیداد غیر منقولہ ایک مکان ۱۵ مرلہ خام قیمتی -/۳۰۰ روپیہ اور چار مرلہ زمین سفید سکنی قیمتی یکصد روپیہ۔ زمین زرعی کل ۱۲ کنال ہے جس میں ۹ کنال -/۹۳۰ روپے میں رہن ہے۔ میرا اس وقت معمولی سی دکان پرچون ہے جس کی ماہوار اوسط آمدنی -/۲۰ روپے ہے۔ کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہوں گا اور آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ کراتا رہوں گا۔ اسکے

علاوہ اگر کوئی اور جائیداد میرے مرنے پر ثابت ہو گی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد:۔ محمد فضل کریم موصی۔ گواہ شد:۔ سید محمد لطیف انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد:۔ ضیاء الدین احمد پسر موصی + **نمبر ۹۱۸**:۔ منکہ سردار بیگم زوجہ محمد فضلکریم صاحب پٹھان قوم ککے زئی عمر ۲۸ سال ساکن ٹھٹھہ غلام نبی ڈاکخانہ ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں سوائے میرے حق مہر کے جو مبلغ-/۵۰۰ روپیہ ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز اگر میں اپنی زندگی میں علاوہ حق مہر کے کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہو گی۔ الامۃ:۔ سردار بیگم نشان انگوٹھا موصیہ۔ گواہ شد۔ محمد فضلکریم خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ سید محمد لطیف انسپکٹر بیت المال + **نمبر ۹۱۷**:۔ منکہ سکینہ بیگم زوجہ ڈاکٹر ایم۔ اے عامر قوم راجپوت عمرہ ۲۴ سال۔ بیعت ۲۲/۳/۴۳ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ صرف ایکہزار روپیہ حق مہر بذمہ میرے خاوند واجب الادا ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میرے پاس کوئی زیور نہیں ہے۔ اس وقت میری کوئی ماہوار آمد بھی نہیں۔ اگر کوئی ہوئی تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کیا کرونگی۔ اگر میری وفات کے وقت کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ الامۃ:۔ سکینہ بیگم موصیہ۔ گواہ شد:۔ محمد امین الدین عامر خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ چوہدری نذیر احمد سیکرٹری تبلیغ امرتسر + **نمبر ۹۱۵**:۔ منکہ زبیدہ خضر اختر سلطانہ بنت ڈاکٹر محمد امین الدین صاحب عامر۔ قوم راجپوت عمر ۲۰ سال۔ بیعت اپریل سنہ ۱۹۴۲ء ساکن امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری کتابیں اور پارچات قیمتی-/۲۰۰ روپے ہیں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میرے پاس اس وقت کوئی نقد یا جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ اگر ہوئی تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کیا کروں گی۔ اگر میری وفات کے وقت کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ الامۃ:۔ زبیدہ خضر اختر سلطانہ موصیہ۔ گواہ شد:۔ ڈاکٹر محمد امین الدین والد موصیہ۔ گواہ شد:۔ چوہدری نذیر احمد سیکرٹری تبلیغ امرتسر + **نمبر ۹۱۳**:۔ منکہ نذیر احمد مبشر سیالکوٹی

ولد غلام حسن صاحب قوم ارائیں (کستورہ) پیشہ تبلیغ عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ اراضی یعقوب سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۴/۴۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت ایک کنال زمین واقعہ دار الرحمت قادیان۔ مبلغ ایک ہزار روپیہ تجارت میں لگا ہوا ہے اور قریباً ۶۵۰/- روپے قرضہ بذمہ گولڈ کوسٹ مشن ہے۔ میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور آئندہ اپنی جائیداد کی کمی بیشی کی اصلاح دفتر بہشتی مقبرہ کو انشاء اللہ دیتا رہونگا۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس کے علاوہ جو بھی میری ماہوار آمدنی ہوگی اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کردیا کروں گا۔ العبد:۔ نذیر احمد مبشر سیالکوٹی۔ گواہ شد:۔ غلام حسن والد موصی۔ گواہ شد:۔ محمود احمد احمدیہ میڈیکل ہال قادیان +

نمبر ۹۹۳:۔ منکہ نذیر بیگم زوجہ میاں محمد یوسف صاحب قوم ارائیں عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دار الشکر غربی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۴/۴۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے حق مہر مبلغ ۲۰۰/- روپیہ۔ زیور طلائی وزنی ایک تولہ ایک مشین سلائی قیمتی ۱۵۰/- روپے۔ میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے پر اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ:۔ نذیر بیگم بقلم خود موصیہ۔ گواہ شد:۔ محمد یوسف خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ محمد عالم بقلم خود +

نمبر ۹۹۴:۔ منکہ نور بیگم زوجہ ڈاکٹر محمد عبد الرشید صاحب قوم شیخ عمر ۴۵ سال۔ بیعت سنہ ۱۹۲۰ء ساکن قادیان دار العلوم۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۴/۴۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ نقد ۳۰۰۰/- روپیہ۔ زیور طلائی ۳ تولہ۔ ایک گھڑی طلائی قیمتی یکصد روپیہ۔ حق مہر میں اپنے خاوند سے وصول کرچکی ہوں اور خرچ کرچکی ہوں۔ کل جائیداد ۲۴۰۰/- روپیہ ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اسکے بعد اگر کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ میں دیتی رہوں گی۔ الامۃ:۔ نور بیگم موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ ڈاکٹر محمد عبد الرشید خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ شیخ مختار نبی +

نمبر ۹۶۴۸ :۔ منکہ زیتون النساء بیوہ عمر علی خاں صاحب مرحوم قوم پٹھان عمرہ ۵ سال بیعت ۱۹۱۲ء
ساکن محلہ دھواں ساہی ڈاکخانہ سونگھڑہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ
آج بتاریخ ۲۵-۳-۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد جو مجھے خاوند مرحوم اور والد
مرحوم سے ملی جس میں مہر بھی شامل ہے زرعی زمین کی سوگونٹھ ہے جس کی قیمت تخمیناً دو ہزار پانچسو
روپیہ مبلغ ہے میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر اسکے
بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت
حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی
مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے خاوند مرحوم نے جائیداد کی حفاظت کے خیال سے
میرے مہر سے بھی زیادہ جائیداد مجھے عطا فرمائی تھی۔ لہٰذا مذکورہ بالا جائیداد مہر سے یقیناً زیادہ
ہے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامۃ :۔ زیتون النساء نشان انگوٹھا۔ گواہ شد :۔
محمد شجاعت علی انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد :۔ یوسف علی خاں دیور موصیہ + نمبر ۹۹۴۷ :۔ منکہ
روڑاں بی بی زوجہ محمد ذکریا صاحب قوم سہرا پیشہ زمیندارہ عمر ۴۰ سال بیعت ۱۹۴۲ء ساکن
دیوا سنگھ والا ڈاکخانہ ہیڈ ورکس سدھنی ضلع ملتان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج
بتاریخ ۲-۳-۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد میرا حق مہر یکصد روپیہ بذمہ خاوند
ہے اس مہر کے ۱/۹ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد
ثابت ہو تو اس کے ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے پاس زیور کوئی موجود
نہیں ہے۔ الامۃ :۔ روڑاں بی بی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد :۔ محمد امین دیہاتی مبلغ۔ گواہ شد :۔
محمد ذکریا خاوند موصیہ + نمبر ۹۹۴۲ :۔ منکہ حبیبہ بیگم بیوہ مستری عبد العزیز صاحب قوم قریشی
عمرہ ۴ سال بیعت ۱۹۴۲ء ساکن قادیان دار البرکات بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج
بتاریخ ۳۱-۱-۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ دو صد روپیہ مہر ہے۔ زیور کوئی نہیں۔ اس کے ۱/۹
حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں یا ثابت ہو۔ تو اس پر بھی
یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ :۔ حبیبہ بیگم بیوہ مستری عبد العزیز دار البرکات۔ گواہ شد :۔ ماسٹر
عبد الرحمٰن اتالیق۔ گواہ شد :۔ علی محمد اصحابی موصی انسپکٹر وصایا + نمبر ۹۹۴۱ :۔ منکہ
جنت بی بی زوجہ سعد محمد صاحب قوم جٹ عمر ۴۸ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن بٹالہ محلہ بازار
ہٹہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲-۲-۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ حق مہر

-/۳۵ روپے تھا جو میں وصول کر چکی ہوں۔ زیور طلائی و نقرئی قیمتی -/۷۰ روپے کا ہے۔ سامان خانہ داری و ظروف وغیرہ مالیتی ۲۳۰۔ کل میری جائیداد -/۳۰۰ روپے ہوئی۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی میری جائیداد ثابت ہوگی تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامتہ:۔ جنت بی بی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ عبدالحق ولد سعد محمد۔ گواہ شد:۔ سعد محمد خاوند موصیہ

نمبر ۹۹۲۵:۔ منکہ بھاگ بھری زوجہ چوہدری فتح محمد صاحب قوم ارائیں عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۱۸ء ساکن سرشت پور ڈاکخانہ ٹنڈا چور ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۱۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ زیورات طلائی ۶ ماشہ۔ زیورات نقرئی قیمتی -/۴۸ روپے۔ نقد -/۸۰ روپے۔ حق مہر -/۱۰۰ روپیہ بذمہ خاوند ہے۔ کل -/۲۷۸ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ:۔ بھاگ بھری موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ عبدالرحمن عزیز پسر موصیہ۔ گواہ شد:۔ فتح محمد ہیڈ ماسٹر مڈل سکول چک ۹۶/۱۲ ایل منٹگمری

نمبر ۹۹۲۴:۔ منکہ محمد نواز ولد نواز خاں صاحب قوم جنجوعہ راجپوت پیشہ وقف زندگی عمر ۲۷ سال بیعت ۱۹۴۱ء ساکن ڈھلوال ڈاکخانہ خاص ضلع جہلم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں بفضل خدا وقف زندگی ہوں۔ مجھے دفتر وکیل الصنعت (آئرن میٹل ورکس قادیان) سے مبلغ -/۵۹ روپے بطور گزارہ کے ملتے ہیں میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری جائیداد موضع ڈھلوال میں چار بیگھہ زمین اور ایک سفید زمین کا قطعہ برائے مکان قیمتی -/۶۰۰ ہے۔ میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ محمد نواز بقلم خود واقف زندگی قادیان۔ گواہ شد:۔ سید محمد مسعود شاہ اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولیس شیخوپورہ۔ گواہ شد:۔ سید اعجاز احمد انسپکٹر بیت المال

نمبر ۹۹۶۶:۔ منکہ منیرہ منورہ زوجہ عبدالمالک قوم تیندل عمر ۲۰ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن کوٹلی لوہاراں غربی ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد

حسب ذیل ہے۔ مہر ایکہزار روپیہ بذمہ خاوند۔ زیورات طلائی ۱۳ تولے ۸ ماشہ۔ زیور نقرئی ۵۶ تولے۔ اس کے علاوہ دس مرلے اراضی بغرض مکان مجھے والد صاحب نے بطور جہیز دی ہے جو موضع بھنگواں کی اراضی میں سے ریلوے سٹیشن قادیان کے سامنے ہے۔ اس تمام جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اگر مرنیکے بعد اس جائیداد کے علاوہ میری اور کوئی متروکہ جائیداد ثابت ہو تو یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ جائیداد کی کمی بیشی کی اطلاع بھی وقتاً فوقتاً حسب حالات دیتی رہوں گی۔ الامتہ:۔ منیرہ منورہ حال دارالفضل قادیان۔ گواہ شد:۔ عبدالمالک خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ محمد نور الٰہی والد منیرہ منورہ ڈرائنگ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ **نمبر ۹۹۶۵**:۔ منکہ مریم صدیقہ بنت ماسٹر نور الٰہی نور الٰہی صاحب قوم جنجوعہ راجپوت عمر ۱۵ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۴/۴۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں بجز یکصد روپیہ نقد اور دس مرلہ زمین موضع بھنگواں والی اراضی میں سے جو قادیان کے ریلوے سٹیشن کے سامنے ہے بغرض مکان جو میرے والدین نے مجھے اپنی بقیہ اولاد کے حصہ شرعی کی نسبت سے دیدیا ہے۔ پس میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنیکے بعد اس جائیداد کے علاوہ میری کوئی اور جائیداد متروکہ ثابت ہوگی تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میں اپنی جائیداد کی کمی بیشی کی اطلاع دیتی رہوں گی۔ الامتہ:۔ مریم صدیقہ دارالفضل قادیان۔ گواہ شد:۔ ماسٹر نور الٰہی والد موصیہ۔ گواہ شد:۔ عبدالمالک۔ **نمبر ۹۹۶۱**:۔ منکہ محمد الدین ولد امام دین قوم ملک پیشہ درزی عمر ۴۵ سال پیدائشی احمدی ساکن بھمبیاں ڈاکخانہ خاص ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۲/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ۵/ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ کرتا رہوں گا۔ اور کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ محمد الدین نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ اللہ دتہ ولد عیدو بھمبیاں۔ گواہ شد:۔ حکیم علی احمد مبلغ۔ **نمبر ۹۹۵۶**:۔ منکہ عبدالباسط ولد جودھا صاحب قوم نومسلم عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۱۹ء

ساکن دانہ زید کا ڈاکخانہ گھنبالیاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹-۲-۴۶
حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد کوئی نہیں۔ میرے پاس صرف یکصد روپیہ نقد موجود ہے
اس کے سوا اور کوئی جائیداد نہیں۔ میں اس یکصد روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ
قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد اور میری وفات پر ثابت ہو تو اس کے بھی
۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ میں اس وقت چوہدری عبداللہ خاں صاحب نائب زیلدار
کے لڑکوں کے پاس رہتا ہوں کھانا اور کپڑا وہی دیتے ہیں۔ العبد۔ عبدالباسط نشان انگوٹھا۔
گواہ شد:۔ اسداللہ خاں، بیرسٹر ایٹ لاء حال قادیان۔ گواہ شد:۔ عزیز احمد بیت الظفر +

نمبر ۹۹۵۴:۔ منکہ شریفن زوجہ کرم الٰہی صاحب قوم ارائیں پیشہ زمیندار۔ عمر ۲۰ سال ساکن خانپور
ڈاکخانہ سرہند ضلع پٹیالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰-۲-۴۶ حسب ذیل وصیت کرتی
ہوں۔ میرا مہر ماصہ زیور نقرئی سواد و سیر اسکے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر جو
ترکہ میرا ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ:۔ شریفن موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔
منظور احمد مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ گواہ شد:۔ عطاء محمد مستری۔ گواہ شد:۔ کرم الٰہی خاوند موصیہ +

نمبر ۹۹۵۳:۔ منکہ سعد محمد ولد نبی بخش صاحب قوم جٹ رندھاوا پیشہ ٹیچر ہندی عمر ۵۹ سال پیدائشی
بیعت ۱۹۰۵ء ساکن بٹالہ محلہ ہٹہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲-۲-۴۶ حسب ذیل وصیت
کرتا ہوں۔ میری آمدنی ۵۰/- روپیہ کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہوں گا۔ ایک مکان پختہ دو منزلہ واقعہ بٹالہ
بازار ہٹہ قیمتی ۴۰۰۰/- بلا شراکت غیری ہے۔ سو میں اپنی آمد و جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔
اسکے علاوہ جو میری جائیداد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ سعد محمد موصی بقلم خود۔ گواہ شد:۔
عبدالحق پسر موصی۔ گواہ شد:۔ حکیم فضل حق + **نمبر ۹۹۵۱**:۔ منکہ سردار بیگم بنت راجہ عالم خاں صاحب
قوم راجپوت کھوکھر پیشہ زراعت عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن مونگ ضلع گجرات۔ بقائمی ہوش و
حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۵-۲-۴۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے پاس یکصد روپیہ نقد ہے میں
اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ ۱۰ دس روپے ابھی ادا کر دیتی ہوں۔ یہ بھی اقرار کرتی ہوں کہ میرے
مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد میری ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ:۔ سردار بیگم موصیہ۔
گواہ شد:۔ صدر دین موصی ۸۱۶۔ گواہ شد:۔ روشن دین موصی ۲۱۵۵۔ گواہ شد:۔ غلام رسول پنشنر
موصی ۸۰۵۶ + **نمبر ۹۹۴۹**:۔ منکہ رشید بی بی بنت چوہدری فتح محمد صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت
عمر ۴۲ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن سرشت پور ڈاکخانہ تندا چور ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس

بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۴/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ میری جائیداد اِس وقت کوئی نہیں میری ماہوار آمد ۔/۲۱ روپے مہنگائی الاؤنس ۔/۱۶ روپے ہیں رہیں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۸ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی ۔ اس کے علاوہ اِس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے ۔ زیورات طلائی ایک تولہ تین ماشہ اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی وصیت کرتی ہوں ۔ اس کے علاوہ اگر میں کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ الامۃ :۔ رشیدہ بی بی ہیڈ معلمہ گرلز سکول ۹۶/۱۲.۴ ضلع منٹگمری ۔ گواہ شد :۔ فتح محمد موصی ۹۷۹ ۔ گواہ شد :۔ عبد الرحمٰن برادر موصیہ موصی ۶۷۳۱ ۔ نمبر ۹۸۳۸ :۔ منکہ ملک جمال دین ولد ملک رنا قوم ملک ہرڑ ۔ پیشہ کنبھ گری عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۰۶ء ساکن سرڈوعہ ڈاکخانہ خاص ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۱۲/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے ۔ دو مکان خام ہیں ۔ سفید تو ڑ قریباً ایک مرلہ ۔ اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ۔ اس کے علاوہ ماہوار آمدنی جو غیر معین ہے اندازاً ۵ ماہوار ہے ۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو گی تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ العبد :۔ ملک جمال دین موصی نشان انگوٹھا ۔ گواہ شد :۔ چوہدری چھجو خاں امیر جماعت احمدیہ سرڈوعہ ۔ گواہ شد :۔ عبد الحکیم خاں گواہ شد :۔ چوہدری خورشید احمد انسپکٹر وصایا ۔ نمبر ۹۸۳۲ :۔ منکہ ملک اللہ بخش ولد ملک رلدو صاحب قوم تیلی پیشہ مزدوری عمر ۲۸ سال بیعت ۱۹۲۹ء ساکن سرڈوعہ ڈاکخانہ خاص ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۱۲/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری کوئی جائیداد نہیں ہے ۔ کیونکہ میرے والد صاحب بفضلہ تعالےٰ زندہ ہیں میرا گذارہ غیر معین آمد پر ہے جو اندازاً ۳ روپے ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ۔ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ العبد :۔ ملک اللہ بخش موصی نشان انگوٹھا ۔ گواہ شد :۔ چوہدری چھجو خاں امیر جماعت احمدیہ سرڈوعہ ۔ گواہ شد :۔ عبد الحکیم خاں سرڈوعہ ۔ گواہ شد :۔ چوہدری خورشید احمد انسپکٹر وصایا ۔ نمبر ۹۷۹۷ :۔ منکہ مبارک علی خاں ولد وحید احمد خاں صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن کریام ڈاکخانہ خاص ضلع جالندھر

بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰/۲/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اِسوقت کوئی جائیداد نہیں۔ اِس وقت میری ماہوار آمد ۸۰ روپے ہے۔ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ماہوار آمد کی کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہوں گا۔ العبد:۔ مبارک علی بقلم خود کریام۔ گواہ شد:۔ عبد الغنی خاں کریام گواہ شد:۔ عبد الرحمٰن نائب امیر جماعت احمدیہ کریام ٭

نمبر ۹۶۹۴ :۔ منکہ عبد الحمید ولد چوہدری خدا بخش صاحب قوم جٹ پیشہ تجارت عمر چالیس ۴۰ سال پیدائشی احمدی۔ سکنہ گلانوالی ڈاکخانہ بٹالہ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۹/۷/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ اراضی زرعی اندازاً تین گھماؤں اور ایک مکان واقعہ بھینی بانگر۔ اِس زمین پر مبلغ -/۱۵۰۰ روپیہ کے قریب قرض ہے۔ اِس قرضہ کو منہا کر کے باقی جائیداد اور ماہوار آمد اندازاً -/۶۰ روپیہ کے ۱/۱۰ دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میری وفات کے وقت کوئی مزید جائیداد ثابت ہوئی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ عبد الحمید دکاندار دار الفتوح۔ گواہ شد:۔ محمد الدین صاحب محرر بہشتی مقبرہ ۱۷/۹/۴۶۔ گواہ شد:۔ محمد یوسف آفندی ۱۷/۹/۴۶ ٭

نمبر ۹۹۸۵ :۔ منکہ عبد المجید سیال ولد نور محمد صاحب سیال قوم سیال پیشہ طالبعلمی عمر ۱۲ سال۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن جوڑا ڈاکخانہ قصور ضلع لاہور۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵/۳/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اِس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ مَیں طالب علم ہوں۔ مجھے دس روپے ماہوار جیب خرچ ملتے ہیں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر کوئی جائیداد اپنی زندگی میں پیدا کروں یا مرنے پر ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ عبد المجید سیال۔ گواہ شد:۔ حبیب اللہ سیال۔ گواہ شد:۔ علی محمد اصحابی وموصی انسپکٹر وصایا ٭

نمبر ۹۹۸۶ :۔ منکہ فاطمہ بیگم زوجہ گلاب دین صاحب احمدی زرگر۔ قوم راجپوت۔ پیشہ تجارت چوڑیاں۔ عمر ۵۵ سال بیعت ۱۹۱۶ء ساکن دار العلوم قادیان۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰/۳/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ ایک سو روپیہ مہر ہے۔ زیور کوئی نہیں۔

اس کے ۱/۳ حصہ کی وصیت کرتی ہوں جس کے مبلغ ۳۳۳-۵-۴ روپے ہوتے ہیں۔ انشاء اللہ یکمشت جلدی ادا کر دوں گی۔ میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں ہے۔ بلکہ میں روزگار دکانداری کرتی ہوں۔ جو کہ چوڑی کانچ کی فروخت کرتی ہوں۔ اور قریباً مبلغ ۳۰/- ماہوار میری آمدنی ہے اس کا ۱/۳ حصہ ماہوار ادا کروں گی۔ جو کہ مبلغ ۱۰/- روپے ماہوار بنتے ہیں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا مرنے پر ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی یعنی تیسرا حصہ۔ العبد:- نشان انگوٹھا فاطمہ بیگم عرف روڑی احمدی زوجہ گلاب دین بن باجوہ ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد:- گلاب دین خاوند موصیہ مذکور۔ گواہ شد:- علی محمد اصحابی موصی انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۹۹۷۱ :- منکہ سید نصیر احمد شاہ ولد ڈاکٹر ولایت شاہ صاحب۔ قوم سید۔ پیشہ فوجی ملازمت عمر تقریباً ۲۷ سال۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن قادیان تحصیل گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۴/۴۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد کوئی نہیں۔ البتہ گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ مبلغ ۵۰۰/- Rs ماہوار ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ تنخواہ کے رد و بدل کے مطابق حصہ وصیت بھی بدلتا رہے گا۔ اس کے علاوہ اگر اپنی زندگی میں کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری وفات کے بعد بھی جو جائیداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ العبد:- سید نصیر احمد شاہ M.T.S.D. NIRSA. گواہ شد:- سید ڈاکٹر ولایت شاہ صاحب والد موصی۔ گواہ شد:- علی محمد اجمیری ایڈیٹر ریویو قادیان۔

نمبر ۹۹۷۲ :- منکہ بہادر رشید ولد تاج محمد صاحب قوم افغان پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال ۶ ماہ ۴ دن تاریخ بیعت ۸ جون ۱۹۲۶ء ساکن صوابی ڈاکخانہ خاص ضلع مردان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ نومبر ۱۹۴۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت ماہوار آمد مبلغ ۹۵/- Rs ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے پر جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:- بہادر رشید احمدی کلرک حوالدار انڈین ملٹری ہسپتال دہلی چھاؤنی۔ گواہ شد:- چوہدری ضیاء الدین

آئی - ایم - ایچ دہلی چھاؤنی - گواہ شد:- نصراللہ خاں احمدی آئی - ایم - ایچ دہلی چھاؤنی ٭

نمبر ۷۵۹۷ :- منکہ حامد حسین خاں صاحب ولد مولا بخش صاحب قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال - تاریخ بیعت ۱۹۴۳ء ساکن بی بی پور ڈاکخانہ کچھوچھہ ضلع فیض آباد صوبہ یو-پی بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷/۱/۴۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں - اس وقت میری ماہوار آمد -/۷۷ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا - اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں یا بوقت وفات ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی - العبد:- حامد حسین خاں (حال) ڈسٹرکٹ سب رجسٹرار علی پور - ۲۴ - پرگنہ کلکتہ - گواہ شد:- سید سعید احمد انسپکٹر بیت المال - ۱۷.۱.۴۷ - گواہ شد:- سید عبدالدین احمدی سیکرٹری ضیافت کلکتہ - ۱۷.۱.۴۷ ٭

تفسیر سروری!

(یعنی)

جماعت احمدیہ کے مفسر قرآن حضرت مولنا سید محمد سرور شاہ صاحب کی وہ تفسیر القرآن جو رسالہ ریویو (اُردو) میں چھپتی رہی ہے اور جس میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی تفسیر بھی بیان ہوئی ہے - اسکی چند گنتی کی جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں - یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارے تک کی ہے -

(مجلد کی قیمت ساڑھے سات روپے ہے)

پتہ ملنے کا :- مینجر رسالہ ریویو (اُردو) قادیان

شمائل شریف مترجم

جس کا ترجمہ

حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ

و

حضرت علامہ میر محمد اسحٰق صاحبؓ

نے کیا

ملنے کا پتہ

مکتبہ احمدیہ قادیان

ھدیہ:-

غیر مجلد چار روپیہ مجلد معمولی ساڑھے پانچ روپیہ مجلد اسپیشل کلاتھ ساڑھے چھ روپیہ

قرآن مجید مترجم

مع حواشی تفسیریہ!

جس کا ترجمہ

حضرت علامہ سیّد محمد اسحٰق صاحب

نے کیا

طرز کتابت تیسیر القرآن

ملنے کا پتہ

مکتبہ احمدیہ

ہدیہ ۔ مجلد [illegible]